سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے
عظیم روحانی تاجداروں کی سوانح حیات
بنام
مختصر سوانح سلف
محمد سرفراز احمد مصباحی
(اکڈنڈی، سیتامڑھی)
حسب ایماء
سید بختیار حسن صابری فریدی چشتی
سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ دھموارہ شریف دربھنگہ
ناشر
خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ دھموارہ شریف، علی نگر، دربھنگہ
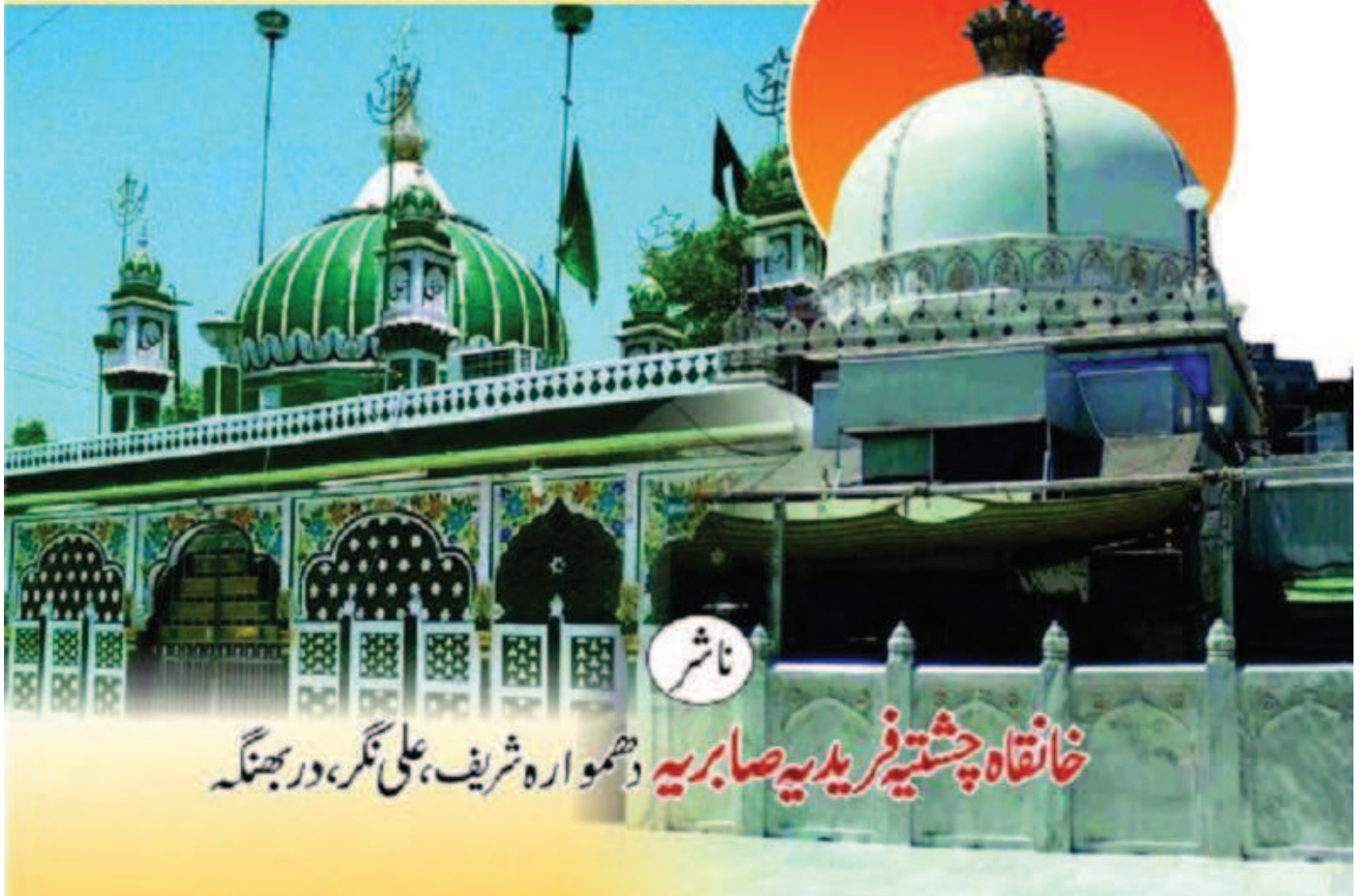
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منبع سرِّ نبوت ہم ولایت حیدری آفتاب چشتیہ مخدوم صابر کلیری
الٰہی تا بود خورشید ماہی چراغ چشتیاں را روشنائی

مختصر سوانح سلَف

محمد سرفراز احمد مصباحی
(اکڈنڈی، سیتامڑھی)

حسب ایماء:

سید بختیار حسن صابری فریدی چشتی

سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ، دھموارہ شریف، علی نگر، دربھنگہ

ناشر

خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ

دھموارہ شریف، علی نگر، دربھنگہ (بہار) / 9899464250

نام کتاب : مختصر سوانح سلَف

تالیف : محمد سرفراز احمد مصباحی (سیتامڑھی، بہار)

تصحیح وتصویب: سید بختیار حسن صابری چشتی فریدی

حسب ایماء : حضرت سید بختیار حسن صاحب صابری چشتی

سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ چشتیہ فریدیہ صابریہ قادریہ، دھموارہ شریف، علی نگر، دربھنگہ (بہار)

کمپوزنگ/ڈیزائننگ: محمد سرفراز احمد مصباحی، اکڈنڈی، سیتامڑھی

پروف ریڈینگ: مولانا محمد شمشیر عالم صاحب قبلہ (بانی شمس الاسلام فاؤنڈیشن)

سن اشاعت: ۱۰/ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۷/ جنوری ۲۰۱۸ء بموقع ۱۳/ واں سالانہ عرس بابا مخدوم بشیر احمد تاجی چشتی فریدی، صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعداد اشاعت: 1100

قیمت : ------

ناشر : خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ، دھموارہ شریف، علی نگر دربھنگہ

ملنے کے پتے

[۱] خانقا چشتیہ فریدیہ صابریہ، دھموارہ شریف علی نگر دربھنگہ [۲] شمس الاسلام فاؤنڈیشن اکڈنڈی، پریہار، سیتامڑھی [۳] رضا بک ڈپو، پریہار، سیتامڑھی [۴] فیضی کتاب گھر سیتامڑھی

فہرست

شرف انتساب

سلسلۂ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ، بدریہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے جملہ
روحانی تاجداروں کے نام

ابوالفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

[ولادت: ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء/وفات: ۱۳۹۶/۱۹۷۶ء]

و

جملہ علمائے اہل سنت و مشائخ عظام کے نام جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ دین متین کی
حفاظت وصیانت کے لیے اپنا خون جگر بہایا۔

و

برائے ایصال ثواب

والد گرامی محمد شمس الحق، نانا اکرام الحق، دادا انجم الحق و جملہ اہل خاندان۔

عبدالقیوم، عالی جناب محمد حسین بڑا بابو، محبوب علی انصاری کے نام منسوب ہیں۔

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

گدائے اولیاء:

محمد سرفراز احمد مصباحی

اکڈنڈی، پریہار، سیتامڑھی [بہار]

Mob: 9598315181
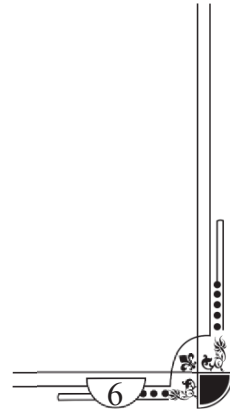
دعائیہ کلمات

حضور مفسر قرآن الحاج سید ظہور الحسین احمد القادری صاحب خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

الحمد لولیه والصلوة والسلام علی حبیبه وآله و اصحبه أجمعین

جو قوم اور معاشرہ تعلیم و تعلم سے مسلح ہو جائے اور اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر تحریر و تصنیف کا جذبہ پیدا کر لے وہ اپنی قوم کی ڈوبی کشتی کو پار کرا دیتے ہیں۔ اور انہیں شاہین صفت شخصیات کے اندر انقلاب پیدا ہوتا ہے پھر پوری قوم علم و عمل کے فیضان سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے۔ اور اپنے بزرگوں کی امانت، وراثت، ان کی تواریخ و روداد سے آشنا ہوتی ہے، ان کے اسوہ پر چل کر کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہوتی ہے۔ ارباب علم و دانش کا طبقہ ان سوئی ہوئی قوم کے مردہ دلوں میں انقلابی روح پھونک کر ان کی فتح و نصرت میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

اسی طبقے کی ایک کڑی فاضلِ نوجوان عزیز القدر مولانا حافظ و قاری مفتی **محمد سرفراز احمد** مصباحی زید مجدہ ہیں۔ جنہوں نے سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے عظیم رہنماؤں کی سوانح حیات پر ایک کتاب بنام "مختصر سوانح سلَف" تصنیف کی ہے۔

یہ کتاب اپنے عنوان و عناصر کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ ہے اس کتاب میں موصوف نے ہندوستان کے اندر فروغ یافتہ سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے روحانی مبلغوں کا تذکرہ اختصار و جامعیت کے ساتھ کیا ہے۔ یہ کتاب قارئین کے لیے نہایت ہی مفید اور لائق مطالعہ ہے۔

مولانا مفتی محمد سرفراز احمد مصباحی سلمہ ایک اچھے ذہین، سعادت مند، ارباب علم و

دانش اور بالخصوص بزرگوں سے محبت کرنے والے ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف پر میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں، بارگاہ صمدیت میں دعاگوں ہوں کہ اللہ عزوجل عزیز موصوف کو علم وعمل کی بیش قیمتی خزانوں سے مالا مال فرمائے، عالم بافیض بنائے، اقبال میں برکتیں عطا فرمائے، اور مزید تصنیف و تالیف کی توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کلمات تبریک

نیر ملت، مرشد برحق حضرت شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں)
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم، ردولی شریف، فیض آباد (یوپی)

الحمد لولیه والصلوة والسلام علی حبیبه وآله و اصحبه أجمعین

زیر نظر کتاب بنام "مختصر سوانح سلَف" عزیز القدر مولانا مفتی محمد سرفراز احمد مصباحی سلمہ کی تالیف ہے۔ موصوف نے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ بالترتیب خواجگان چشت کے احوال کو تحریر کیا ہے اور پھر مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری قدس سرہ کی ذاتِ پُرانوار سے نکلا سلسلۂ صابریہ کے مشائخین کرام کے شجرۂ طریقت کو بحسن و خوبی قلم بند کیا ہے۔ بلا شبہ بزرگانِ دین کا تذکرہ باعثِ اجر و ثواب اور مقام علیا تک رسائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ ع

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر غیر ممکن ہے چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

اللہ تعالیٰ موصوف کی سعیِ جمیل کو قبول فرمائے اور انہیں مزید خدمت دینِ متین کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰/ جنوری ۲۰۱۸ء بروز بدھ

تقریظ جلیل

ڈاکٹر شمس الدین احمد ناصح صاحبزادہ سید تاج الدین احمد چشتی، فریدی، صابری
خانقاہ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ شیام پور شریف، علی نگر در بھنگہ

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم أما بعد:

کسی بھی قوم کی تاریخ اس قوم کی حیاتیاتی صداقتوں سے عبارت ہوتی ہے جو اس قوم کا بیش قیمت خزانہ اور عظیم ترین دولت ہوتی ہے۔ اور جب تک قوم کی نئی نسل کے سامنے ان کی عظیم تاریخ کو زبان و بیان یا قلم و لسان سے بیان نہیں کیا جائے گا اس وقت تک وہ قوم اپنی تہذیبی تمدنی، ایمانی و عرفانی روایت سے ناآشنا اور جاہل و غافل رہ جاتی ہے۔ قوم کو بیدار کرنے اور نئی نسلوں کی حفاظت کے لیے ان کی تہذیب و تمدن، ایمان و عقیدہ اور جملہ ذیلی، ضمنی اور تاریخی صداقتوں کا آئینہ ان کے سامنے رکھنا انتہائی ضروری اور ایمانی و اخلاقی فریضہ ہے۔ کتاب "**مختصر سوانح سلَف**" مؤلف حضرت مولانا مفتی **محمد سرفراز احمد** مصباحی صاحب نے آنے والی نسلوں کے سینے میں جذبۂ محبت، شوق شہادت، عرفان عبادت، اولو العزمی بلند پروازی اور صداقتوں کا جوش پیدا کرنے کے لیے سلَف صالحین کا مختصر سوانح پیش کیا ہے۔

عزیزم **بختیار حسن** صابری چشتی فریدی کے ایماء پر اتنا کچھ کر ڈالا جس کے لیے یہ شعر

پھول کھِل اٹھتے ہیں کانٹوں سے بھری راہوں میں بھی عزم جب اہل عقیدت کا جواں رہتا ہے

ہم ایسے پر آشوب دور سے گزر رہے ہیں جو جہالت اور گمراہی کے سبب مادیّت، غفلت اور مصیبت کی آلودگی سے گِھرا ہوا ہے اور ہمیں مایوسیوں، محرومیوں اور بد بختیوں کے اندھیروں کی طرف لیے جارہا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ اور افعال حسنہ سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ہمارے اذہان اپنے درخشندہ ماضی کی روایات فراموش کر چکے ہیں اور ہم خاصان خدا کے اہم واقعات، ان کی سیرت و حیات کی تمام جزئیات کو دل و دماغ سے محو کر چکے ہیں۔ حالاں کہ یہی وہ واجب التعظیم اور لائق تقلید شہنشاہ ہیں جن کا ہر اسوہ ہدایت اور آفتاب و ماہتاب کی شعاعوں کا کام دیتا ہے۔

آج ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم امت مسلمہ ایک بار پھر گم گشتگان راہ ہدایت کو متبعینِ شریعت اور اصحابِ طریقت و معرفت کے اقوال و افعال، تحریر و تقریر اور تبلیغ و ارشادات سے روشناس کرائیں، کیوں کہ انہیں صالحین کے زرّیں اسالیب کی پیروی میں ہماری دینی وملّی کامرانیوں کا راز پنہاں ہے۔ انہیں باتوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین مؤلف موصوف نے "مختصر سوانحِ سلَف" کو صفحۂ قرطاس پر جگہ دی ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

واللہ اعلم بالصواب ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۹/جنوری ۲۰۱۸ء بروز منگل

کلمات تشکر: سید شمسی نظامی صاحبزادہ بابا بشیر احمد تاجی چشتی فریدی صابری

پیش نظر کتاب "مختصر سوانح سلَف" محب گرامی وقار حضرت مولانا مفتی محمد سرفراز احمد مصباحی کی عظیم تصنیف ہے، جس میں سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے بزرگوں کی سوانح حیات پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، تحریر عمدہ، لائق مطالعہ، قابل استفادہ ہے۔

حق حق حق　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　یافرید یافرید یافرید

آغاز سخن

سید بختیار حسن صابری فریدی چشتی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی نبیہ ورسولہ و اصحابہ أما بعد:

تمام تعریفیں اس ذات لم یزل کے لیے جس نے کائنات کو وجود بخشا۔ اس دینا کو اس وقت منصۂ شہود پر لایا جب کچھ بھی نہ تھا، پھر اپنے نور کے فیضان سے نبی اکرم ﷺ کے نور کو پیدا فرماکر تمام مخلوقاتِ انس و جن اور ذرّات کو وجود مسعود سے سرفراز فرمایا۔ ہدیۂ تسلیمات کے گلدستے پیش ہے نبی محتشم، شان عرب و عجم، مالک و محترم، رحمت عالم ﷺ اور آپ کی جملہ ہدایت یافتہ آل و اصحاب کی بارگاہ میں جن کے دم قدم سے نظام کائنات سرسبز و شاداب ہے۔

بنی اکرم ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد نیابت و خلافت کا سلسلہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ذمۂ کرم پر آیا۔ خلفائے راشدین نے تواتر و تسلسل اور عدل و انصاف کے ساتھ اس نظامِ خلافت کو چلا کرامت کی رہبری و رہنمائی کے امور سرانجام دیے۔

سلطان دو جہاں، محبوب کبریا ﷺ کو شب معراج بارگاہ رب تعالیٰ سے جو خرقۂ فقر عطا ہوا تھا اس کا نائب اور ضامن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنا کر مخزن ولایت کا تاجدار بنادیا۔ اسی خلافت کی نیابت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کرتے ہوئے خواجۂ کل خواجگاں کو گل گلزار چشتیت بنایا۔ سلطان الہند کا فیض ہندوستان کے جملہ اولیاء، صلحاء کو ملا اور آپ ہی کے چشمۂ فیض سے سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ فروغ پا رہا ہے۔

اللہ تعالی کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں بہترین امت بنایا، آفتاب نبوت، شمع رسالت کے صدقے مجھ ناقص کو ایمان کی روشنی عطا فرمائی۔ خواجگان چشت اہل

بہشت کے کرم سے اپنی غلامی نصیب فرمایا۔

زہے قسمت کہ دارم خیش موسومے علی احمد صابر علاؤالدین مخدومے

والد بزرگوار سید بشیر احمد تاجی خلیفۂ حضور شمس ثانی سید تاج الدین احمد چشتی فریدی صابری (۲۰۰۵) میں جب قضائے الٰہی سے واصل بحق ہو گئے تو عرصۂ دراز تک دل افسردہ، مضمحل، کبیدہ خاطر رہتا تھا، کشتیٔ زندگی ہچکولے کھا کر گزرنے لگی، اب ُوجد کی فرقت سے ایسا حال ہوا کہ کسی پہلو دل کو قرار نہ تھا، ایک روز خواب میں پیر و مرشد، والد گرامی تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا بختیار حسن یہ دنیا فانی ہے یہاں کسی کے لیے پائیداری نہیں ہے، یہ دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی، ایک دن سبھی کو رب کے بنائے ہوئے میزان پر سوار ہو کر دنیا کو الوداع کہنا ہے، اور مجھے تو اللہ تعالی نے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرمائی ہے، کیوں کہ شہادت تو سادات اور اہل بیت اطہار کے گھر کی جاگیر ہے۔ اس لیے مضمحل اور کبیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بزرگوں کی خدمت آپ کی زندگی میں بہار لائے گا، والد گرامی کے اس میسیج اور پیغام نے اپنی ذمہ داری کا احساس دلایا اور اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ بزرگوں کی روحانی اور تحریری خدمت سر انجام دوں۔ لیکن اس کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں ایک خلا محسوس کرتا رہا، کافی کوشش و ہمت یکجا کرنے کے بعد اس کار خیر کے لیے کمر بستہ ہوا۔ پھر نبیرۂ شاہ اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت **پیر عابد فرید** صاحب قبلہ (سجادہ نشیں دربار مظہریہ، پاکپٹن ، پنجاب پاکستان) کی عرس علاؤالدین علی احمد صابر کلیری میں آمد ہوئی، آپ کی آمد سے میرے دردِ قلب و جگر کافور ہوئے، حوصلہ کو قوت، ہمت کو بلند پروازی، ارادوں میں استحکام پیدا ہوا، گفت و شنید سے بہت سارے معاملات حل ہو گئے، پھر حضرت پیر عابد فرید کے حکم سے سلسلے کا کام انجام دینے کے لیے پیش قدمی کیا۔ (۲۰۰۲) سے روحانی فیوض و برکات کا طالب ہو کر تمام سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے اولیائے کرام کے آستانۂ عالیہ پر روحانی بلاوے سے حاضر ہوتا رہا۔ اور (۲۰۱۷) میں شیخ العالم، دستگیر بے کساں شیخ عبد الحق ردولوی صاحب توشہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر آپ کے دربار عالیہ کی حاضری نصیب

ہوئی، چوں کہ یہ سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کی پہلی خانقاہ ہے، یہاں کا نظام آج بھی بہت کچھ عطا کرتا ہے۔ یہاں کی تعلیم و تربیت سے ناقص امام بنتے اور منگتوں کی جھولی بھری جاتی ہے۔

ہر انسان کی زندگی کا ایک نمونہ ہوتا ہے میں نے اپنی زندگی کا نمونہ حضور نیر ملت، مرشد برحق، حضرت **عمار احمد احمدی** دام ظلہ علینا کو بنا رکھا ہے جن کی توجہِ خاص نے اس ناچیز کو اس عظیم امور کی طرف توجہ مبذول کرائی، اس میدان عمل میں خصوصی طور سے **سید نور الدین** صاحب کی سرپرستی نے دوام بخشا اور **قاری محفوظ الدین فرید** صاحب جن کی خصوصی عقیدت شامل حال رہی۔ شیخ العالم عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک کے خاص موقع پر علوم ظاہری و باطنی کا طالب ہوا، اللہ تعالیٰ نے سرکار کے وسیلے سے دعا قبول فرمائی۔ اور مجھ ناچیز کو "**مختصر سوانح سلَف**" تالیف کرانے کا شوق پیدا ہوا۔

اب اس کے لیے ایک ماہر و حاذق قلم کار کی ضرورت محسوس ہوئی جو مولانا **مفتی محمد سرفراز احمد مصباحی** کے ذریعہ پوری ہوئی۔ جب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ سے فضیلت کی فراغت حاصل کرکے تشریف لائے تو ہماری ملاقات اکڈنڈی کی سرزمین پر ہوئی، علمی صلاحیت، بزرگوں کی عقیدت و محبت دیکھ کر دل سے دعا نکلی کہ مولی اس جواں سال فاضل کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا، اپنی دین کی خدمت کی سرفرازی عطا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقے میں خواجۂ خواجگاں کا صدقہ عطا کیا اور آج مفتی **محمد سرفراز احمد مصباحی** نے بصد خلوص تالیف کی ذمہ داری قبول کی۔ بڑی ذمہ داری سے وقت نکال کر اس کار خیر کو انجام دیا۔ اللہ پاک اپنے حبیب کے صدقہ میں علم و عمل کی لازوال دولت عطا فرمائے۔

اس کتاب میں سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے روحانی تاجداروں کی مختصر سوانح حیات بیان کی گئی ہے، جس کا رسم اجرا والد بزرگوار سید بشیر احمد تاجی چشتی فریدی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۳/واں سالانہ عرس صابری کے موقع پر کیا جائے گا۔

بے حد ممنون و مشکور ہوں ڈاکٹر **شمس الدین ناصح** صاحب کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت

نکال کرگراں قدر تقریظ رقم فرماکر کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا۔ کرم بالائے کرم بلکہ احسان ہے نیر ملت مرشد برحق رہبر اعظم حضور **شاہ عمار احمد احمدی** صاحب کا جنہوں نے گوناگوں مصروفیات، عدیم الفرصتی کے باوجود بیش قیمتی الفاظ کے درّ نایاب عطا فرماکر کتاب کو لائق اعتبار بنایا ۔ **ڈاکٹر مولانا مختار عالم صابری صاحب** مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، آپ نے کتاب کی تکمیل میں ہمہ وقت تعاون فراہم فرمایا۔ تشکر و امتنان کی ڈالی **ڈاکٹر التفات امجدی** کی بارگاہ میں کہ آپ نے ایک وقیع تأثر نامہ تحریر فرماکر اس کتاب کو سند اعتبار عطا کیا ۔ مصلح قوم و ملت ،خطیب اہل سنت حضرت علامہ **مولانا محمد شمشیر عالم** صاحب قبلہ زید مجدہ نے کثرت مشاغل کے باجود اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی اور میری اس کوشش کو سراہا۔ دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں **عالی جناب حسن رضا** صاحب (ساہر گھاٹ) کا جنہوں نے بیش قیمتی سرمایہ اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں صرف کر کے اس کار خیر میں شرکت کی سعادت حاصل کر کے پورا خرچ برداشت کیا۔ اللہ تعالی ان کے دلی، نیک، جائز تمناؤں کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

کلمات تشکر: ڈاکٹر التفات احمد امجدی خانقاہ امجدیہ سیوان بہار

مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ خانقاہ چشتیہ فریدیہ صابریہ دھموارہ، علی نگر ضلع دربھنگہ میں بموقع ۱۳/واں سالانہ عرس صابری " عزیزم جناب محمد سرفراز احمد مصباحی کی ترتیب دادہ کتاب " مختصر سوانح سلَف " شائع ہو رہی ہے، اس کے لیے میں انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کتاب کے اندر سلسلہ چشتیہ فریدیہ صابریہ کے اہم اکابرین کی مختصر سوانح حیات لکھی گئی ہے مؤلف نے اس کام کو حتی المقدور دل جمعی کے ساتھ کرنے کی سعی کی ہے ۔ امید ہے کہ اہل دل اور دیدہ ور حضرات سندِ قبول عطا کریں گے ۔ اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازیں گے ۔ میں ان کی سعی جمیل کا تہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔

تقدیم

محمد سرفراز احمد مصباحی، اکڈنڈی، سیتامڑھی، بہار

بحمدہ تعالی و تقدس اما بعد!

سرزمین ہند میں ایمان واسلام کی ساری بہاریں، اس کی سرسبز و شادابی بلاشبہ اولیاے کرام بالخصوص خواجۂ خواجگان چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم کی ہی مرہون منت ہے اور سلسلۂ چشتیہ کی بہت سی برگزیدہ صفت شخصیتیں ایسی ہیں جنھوں نے اپنے کردار و عمل ،زہدو استغناء، ریاضت و مجاہدہ کے ایسے روشن نقوش چھوڑے ہیں جن پر خاک ہند کو ناز ہے۔

اس کتاب کے مشمولات میں سلسلۂ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ، کے عظیم روحانی پیشواؤں کا تذکرہ کرکے ان کی مختصر سوانح بیان کی گئی ہے۔ اور اس پہلو کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ پورے ہندوستان بالخصوص سرزمین بہار میں سلسلہ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ کی نوری کرن کیسے پہونچی ایسے درّ نایاب کو صدف کے بطن سے نکال کر روشناس کیا گیا ہے جن کی ذات ستودہ صفات اور رخ پر نور سے اکناف عالم جگمگا رہا ہے، جو ساری دنیا کے لیے رحمت اور آخری نبی بن کر تشریف لائے۔ ایک ایسی پھول کی خوشبو سے دل و دماغ معطر کرانا چاہتا ہوں ،ایک ایسی سریلی راگ آپ کی کانوں تک پہنچانا مقصود ہے، ایسے آفتاب لازوال کی شعاعوں سے منور کرنا چاہتا ہوں جن کی روشنی سے عالم اسلام قیام قیامت تک فیض پاتی رہے گی۔ جن کی ٹمٹماتی اور مدھم چراغوں نے اجالا کو دوبالا کر دیا، ایسے مہتاب کا تذکرہ ہے جس کی میٹھی اور ٹھنڈی روشنی نے توحید و رسالت اور فرمان محمدی ﷺ سے امت کو مست و سیراب کیا۔ حضرت رسالت مآب بادشاہ دوجہاں، فخر کون و مکاں نبی معظم ﷺ کے ایسے جانثار غلام کا تذکرہ ہے جس کا دبدبہ دنیا برداشت نہ کر سکی۔ حضرت علی مشکل کشا

جن کی شمشیریں گستاخ مصطفی ﷺ کا قلع قمع کرتی رہی۔ خواجہ حسن بصری جن پر بے شمار پروانے اپنی جان نثار کرتے ہیں۔ حضرت عبد الواحد کی زندہ تصویریں جس نے مردہ دلوں میں روح پھونکی۔ حضرت شاہ فیصل بن عیاض جس نے خوابیدہ روحوں کو میٹھی لوری دے کر جگایا۔ خواجہ ابراہیم بلخی جس نے شان فقیری کو دوبالا کر دیا۔ شاہ سید یدالدین مرعشی جس نے لوگوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ شاہ امین الدین ہبیرہ بصری جس کے چشم کرم کی ضیا پاشیوں نے درویش کی ذات کو "الم نشرح" کر کے "ورفعنا لک ذکرک" کا شانہ عطا کیا۔ حضرت علو ممشاد دینوری جس کے گرد دنیا پلک بھی نہ جھپک سکی۔ خواجہ ابو اسحاق چشتی جس کا پیام حق فرش سے عرش تک سنایا گیا۔ شاہ ابو احمد جس کی چمک دمک نے آنکھیں خیرہ کر دی۔ خواجہ زاہد محمد چشتی جس سے بے نور آنکھیں منور ہو گئیں۔ شاہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی جس نے خاکی کو فلکی بنا دیا۔۔ خواجہ قطب الدین مودودی چشتی جن کے جواہر پارے اور انمول موتیوں کی قیمت زمانہ نہ لگا سکا۔ خواجہ حاجی شریف زندنی جس نے دور کے بھٹکے ہوئے مسافروں کو خالص توحید کا درس دیا۔ خواجہ عثمان ہارونی جس کی تابندہ نظر بر حق نے ظلمت کدہ کو نور کا گہوارہ بنا کر صراط مستقیم کی راہیں وسیع کی۔ خواجہ معین الدین چشتی کی عظیم شاخ جس میں لاکھوں لوگوں نے بسیرا کیا، جن کی بردباری، تحمل و نرمی، حکمت و موعظت، روحانی طاقت نے بے شمار دلوں کو اسلام پر فدا کیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جس نے اسلام کی لاکھوں فانوس روشن کیے مگر کسی کی تجلی اور لو میں کمی نہ آئی۔ بابا فرید الدین مسعود العالمین گنج شکر جس نے مریضوں کے دل میں لطیف خوشبو کا غازہ بھر کر شان فریدی کی مقبولیت دکھائی۔ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر جس کے بدر منیر سے ان گنت ستاروں نے ضیا پائی۔ خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی جس کی شمع ہدایت ہمیشہ کے لیے روشن و منور رہی۔ شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث جس کی خوشبو سے پوری دنیا مہک اٹھی۔ شیخ العالم شاہ عبد الحق ردولوی جس کے گرد نور کی شمعیں روشن ہوئی۔ خواجہ احمد شاہ عارف رودولوی جس کی تابعداری جاننے والوں کے لیے فرض اولین بن گئی۔ خواجہ محمد

عارف عیسٰی روحی جس کی خوشبو سے فدایان و خدامان معطر رہے۔ قطب عالم عبد القدوس گنگوہی جس نے عشق حقیقی کی منزل کو آسان سے آسان تر بنا دیا۔ حضرت جلال الدین اولیاء تھانیسری جس نے بیگانوں کو اپنا بنا لیا۔ جس کی نظر باطنی سے لوگ شہرہ آفاق ہو گئے۔ شیخ نظام الدین بلخی جس نے ڈوبتوں کو سہارا دیا۔ خواجہ محمد سعید جس نے بھٹکی روحوں کو اطمینان کلّی فراہم کیا۔ خواجہ محمد صادق گنگوہی جس نے فرماں برداری میں جان کا بھی سودا کر ڈالا۔ شاہ ابوالمعالی جس نے حق کی تابعداری میں خود کو وقف کر دیا۔ سید میراں بھیک جس نے فیض و کرم سے خالی جھولیاں بھر دی۔ شاہ عنایت علی جس نے حسن گفتار و کردار سے پھڑکتے دلوں کو مسخر کیا۔ شاہ عبد الکریم جس کے پرتو سے جھوٹے سچے بن گئے۔ شاہ غلام جس نے مردہ دلوں میں نئی روح پھونکی۔ خواجہ امیر الاولیاء جس نے شان دلربائی دکھا کر حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کی۔ خواجہ محمد حسن جو گمراہوں کے لیے مشعل راہ تھے۔ خواجہ محمد حسین جس نے مسند خلافت کا پورا حق ادا کیا۔ خواجہ مظہر فرید جس نے فرزندیت کا کامل حق ادا کیا اور نام مظہر کو چہار دانگ عالم میں پھیلایا۔ سید اختیار علی شاہ پاکپٹنی جس نے رشد و ہدایت کا پرچم بلند کیا۔ بابا تاج الدین احمد چشتی جس نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ سید بشیر احمد تاجی جنھوں نے خدمت خلق اور تعلیمات مرشد کو اولین فریضہ کا درجہ دیا، استغراقی کیفیت میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز رہتے۔ انہیں پاکباز نفوس قدسیہ کا ذکر خیر کرنے کی بلیغ سعی اور کوشش و کاوش کی گئی ہے، اللہ تعالی مقبول فرما کر میرے اور تمام اہل خانہ کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

طالب دعا: محمد سرفراز احمد مصباحی، اکڈنڈی، سیتامڑھی (بہار)

۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۸/ جنوری ۲۰۱۸ء بروز پیر

مرکزولایت، کل آفتاب رسالت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی مظہر انوار الٰہی، آئینۂ اسرار خداوندی، سر چشمۂ شریعت وطریقت اور مرکز رشدوہدایت ہے، آپ ہی کے نور سے دین ودنیا کی ہر محفل، توحید و رسالت کی ہر بزم آراستہ و پیراستہ اور نور علی نور ہے اور صبح قیامت تک اس شمع فروزاں کی روشنی دلوں کی دنیا میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر رہے گی۔

تاجدار ختم نبوت ورسالت کا وجود مسعود ہی حقیقت میں شجر طریقت و معرفت ہے، دنیا بھر کے تمام اولیاء، صلحا، اور صوفیا اسی کی شاخیں ہیں، آپ کو اللہ تعالی نے علم و عرفان کا ایسا سمندر بنایا ہے جس کی نہریں صحابیت، امامت، قطبیت، غوثیت، اور ولایت کی شکل میں عہد رسالت سے جاری ہوکر رہتی دنیا تک رواں دواں رہے گی۔

آپ مظہر شان خدا، فخر امم، تاجدار عرب وعجم، آفتاب رسالت، سید الاصفیاء، امام الاولیاء، شہنشاہ خاتمیت، سراپارافت ورحمت ہیں۔ ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

حضور اکرم ﷺ نے بحکم خداوندی طریقت و معرفت کا مقدس و متبرک خرقہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا، اور اس نورانی و عرفانی سلسلے کو دراز کرنے کے لیے دس برگزیدہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ جن کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح، حضرت سعد ابن ابی وقاص، حضرت سعید ، حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہی وہ مبارک جماعت ہے جس کے دسوں افراد کو سرور کونین نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی، ان تمام صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو ”عشرۂ مبشرہ“ کہا جاتا ہے۔

خصوصیت کے ساتھ تمام مراکز طریقت میں حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے سلاسل بیعت جملہ سلسلوں میں افضل و برتر ہیں اور یہی سلسلے رائج بھی ہیں ۔سلسلۂ چشتیہ، قادریہ، اور سہروردیہ و دیگر سلاسل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سیدنا امام زین العابدین اور آپ کے خلیفۂ خاص حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہما سے جاری ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ۱۲/ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز دوشنبہ مبارک کو ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ مبارک گنبد خضری کے نام سے مشہور و معروف ہے جو ساری خدائی پر آپ کی حکومت و سلطنت کی راجدھانی ہے اور ہر مخلوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عقیدت و محبت پیش کرنے کو زندگی کی سب سے بڑی معراج سمجھتی ہے۔

مخزن ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ

خلیفۂ چہارم، جانشین رحمۃ للعالمین، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں ممتاز اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور چہیتے داماد تھے، آپ کا نکاح شہزادیٔ رسول، خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کے صاحب زادے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں جن کی عظیم قربانی سے اسلام کا گلشن تر و تازہ ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۲/رجب ۲۰ عام الفیل میں اس خاک دان گیتی پہ تشریف لائے، آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اس لیے آپ کو مولود کعبہ بھی کہا جاتا ہے۔ شب معراج میں جو خرقۂ فقر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب سے ملا تھا وہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا، اس روحانی تعلق سے قیامت تک جتنے خرقہ پوش اولیاء اللہ ہوں گے آپ ہی کے وسیلے سے ان کو خرقہ مرحمت ہوگا، اسی لیے آپ کو شہنشاہ کشور ولایت کہا جاتا ہے۔ آپ ۲۲/ذی الحجہ ۳۵ھ کو مسند خلافت پر متمکّن ہوئے، عین حالت نماز میں شقی بد بخت عبد الرحمن ابن ملجم المرادی نے قاتلانہ حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں آپ ۲۱/رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہید ہو گئے، شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳/سال تھی، آپ کا مزار مبارک نجف اشرف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

نبوت کی گود میں پرورش پانے والے، مجلس عرفان کے متفق علیہ صدرِ نشیں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ اور سلسلۂ چشتیہ کے

سربراہ بھی ہیں آپ کی ذات فقیہانہ و مجتہدانہ تھی، آپ کی فضیلت و بزرگی کا سبب امیر المومنین باب شہر علم حضرت علی سے علوم ظاہری و باطنی کا حصول ہے، نیز حضرت علی نے آپ کو وضو کرنا سکھایا اور شہر بصرہ میں آپ ہی نے حضرت حسن بصری کو وعظ و نصیحت کی اجازت و تلقین عطا فرمائی، آپ کی ہدایت سے لوگ منزل مقصود تک پہنچ جاتے، غنی دنیا سے بے نیاز اور کافر مسلمان ہوجاتا۔ آپ نے ۱۳۳ صحابۂ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کر کے تابعیت کا مقام پایا۔ نوے سال کی طویل عمر میں آپ کا وصال یکم رجب ۱۱۱ھ میں ہشام ابن عبد الملک کے عہد میں ہوا۔ جس رات خواجہ حسن بصری کا انتقال ہوا تو یہ آواز برآمد ہوئی کہ اللہ تعالی نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور اولاد حسن کو اور لوگوں میں سے چھانٹ لیا۔ جس شب میں آپ کی وفات ہوئی اس شب میں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ایک منادی بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ خواجہ اپنے خدا کے پاس پہونچ گیا اور اس کا خدا اس سے بالکل خوش اور راضی ہے۔ آپ کا مزار مبارک بصرہ سے تین میل کی دوری پر زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ

شیخ شیوخ العالم، قطب عالم خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ طریقت میں اعلی درجہ رکھتے ہیں آپ کے حالات زندگی میں ریاضت و مجاہدے اور سیر و سیاحت کے واقعات کثرت سے پائے جاتے ہیں، چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے، ظاہری و باطنی علوم امام حسن سے حاصل کیا تھا۔ ۲۷/ صفر المظفر

۱۷۷ھ میں آپ کا وصال بصرہ میں ہوا، آپ کا مزار مبارک بصرہ ہی میں ہے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ

آسمان ولایت، آفتاب درایت، کثیر الفضائل حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ آپ حضرت عبدالواحد بن زید کے قائم مقام اور خلیفہ ہوئے، آپ معیار طریقت و حقیقت کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے، معرفت و پرہیزگاری میں بے مثل تھے، راہ الٰہی میں سب کچھ لٹا دینا آپ کا خاص شیوہ اور طرۂ امتیاز تھا۔ وصال کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن مکہ میں ایک قاری نے سورۃ القارعہ کی تلاوت کی آپ نے سن کر ایک نعرہ مارا اور راہ حق میں اپنی جان حق کے سپرد کردی۔ ۱۸۷ھ میں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے، جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضۂ مبارکہ سے متّصل آپ مدفون ہیں۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ عنہ

سلطان السالکین، مقرب بارگاہِ رب العالمین حضرت خواجہ ابراہیم بلخی رضی اللہ عنہ آپ خواجہ فضیل بن عیاض کے قائم مقام و خلیفہ نامزد ہوئے، آپ تارک السلطنت ہوکر مملکت فقیری کے غوث الاعظم ہوئے، آپ کی شان فقیری شان شہنشاہی سے کم نہ تھی۔ آپ کا وصال ملک شام میں ۲۸۰ھ یا پھر ۲۶۵ھ میں ہوا، آپ کا مزار مبارک ملک شام کے ایک پہاڑ میں ہے۔

حضرت خواجہ صدر الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ عنہ

وافر الفضل والاحسان، جانِ اہل ایمان حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ آپ

حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی کے خلیفہ اور قائم مقام ہوئے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویشوں کی روح کی قوت ذکرالٰہی ہے،صاحب زر سے دور رہتے اور فقیروں کی صحبت میں رہتے۔۲۴/شوال المکرم ۲۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوامزار مبارک بصرہ میں مرکز خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ

اماموں کے سردار،امت کے مقتدا،معینِ طریقت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رضی اللہ عنہ آپ خواجہ صدر الدین حذیفہ مرعشی کے خلیفہ ہیں،آپ خلوت نشینی میں شب و روز بسر فرماتے۔آپ کا وصال ۱۳۰/کی طویل عمر پاکر ۲۸۷ھ کو بصرہ میں ہوا یہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے۔

حضرت خواجہ ممشاد دینوری رضی اللہ عنہ

آفتاب فقراء،ماہتاب اتقیا حضرت خواجہ ممشاد دینوری رضی اللہ عنہ آپ خواجہ امین الدین کے خلیفہ ہیں آپ کی پیدائش بغداد اور ہمدان کے درمیان واقع ایک شہر دینور میں ہوئی آپ مقتدر اور عظیم المرتبت اولیاء کرام میں سے ہیں،آپ کو حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا وصال قصبہ دینور میں ۱۴/محرم ۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مبارک شہر دینور میں فیض گاہ عوام خواص ہے۔

تاج اولیاء، چراغ اصفیاء، **خواجہ ابو اسحاق شامی** آپ حضرت خواجہ ممشاد دینوری

رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں ،آپ کے مرشد خواجہ ممشاد دینوری نے سب سے پہلے چشتی کہہ کر پکارا۔آپ کا وصال ۱۴/ربیع الاول ۳۴۰ھ کو مقام عکہ واقع ملک شام میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے خلیفہ اور قائم مقام عمدۃ الابرار،قدوۃ الاخیار **حضرت خواجہ ابو احمد ابدال** رضی اللہ عنہ ہیں،آپ کا وصال یکم جمادی الثانی ۳۸۸ھ شہر چشت شام میں ہوا،اور اسی جگہ مدفون بھی ہیں۔

آپ کے خلیفہ فخر خواجہ،او تادِ ائمہ **خواجہ ابو محمد بن ابو احمد ابدال چشتی** ہیں،جس شہر میں مقیم تھے وہاں ایک بھی شخص غیر مسلم باقی نہ تھا بلکہ آپ کے تبلیغ وارشاد سے سب کے سب مسلمان ہوگئے تھے۔ستر برس کی عمر میں ۴/ربیع الاول ۴۱۱ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

آپ کے خلیفہ سردارِ اذکیا،پیشوائے صوفیا حضرت **خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی** رضی اللہ عنہ تھے،آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست فقراء ہی ہوتے ہیں،۴۵۹ھ کو وصال ہوا،چشت ہی میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

آپ کے خلیفہ سردارِ مشائخ،مرجع خلائق **خواجہ قطب الدین مودود چشتی** رضی اللہ عنہ ہوئے،چھ سال کی ابتدائی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا،۹۷ سال کی عمر میں ۵۲۷ھ کو مقام چشت میں وصال ہوا۔اور وہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے۔

آپ کے خلیفہ عدیم المثال،صاحب جمال،حضرت **خواجہ حاجی شریف زندنی**

رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کی ولادت موضع زندنہ واقع بخارا میں ہوئی، توحید کے مسئلہ پر آپ کا تبحر علمی مسلّم تھا، سال وصال ۶۱۲ھ ہے، مقام زندنہ میں آسودۂ خاک ہوئے، مزار مبارک یہیں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ

آپ کے خلیفہ و قائم مقام صاحب کشف و کرامات، بادشاہ مشاہدات، حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ہوئے، جو سلسلۂ عالیہ، چشتیہ، فریدیہ، صابریہ کے متقدمین اکابر میں سے ہیں، ہندوستان کے روحانی تاجدار سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ علوم شریعت وطریقت میں یگانۂ روزگار تھے، عبادت میں کمال استغراق حاصل تھا، صاحب سماع بھی تھے، ایک بار خلیفۂ وقت معترض ہوا اور درباری علماء سے سماع کے جواز پر بحث کرنے کے لیے آپ کو طلب کیا، آپ نے فرمایا کہ کسی کو فتح اہل سماع پر حاصل نہیں ہوئی، ہمارے خلفاء اور مریدوں میں یہ سنت تاقیامت جاری رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ، آپ صاحب کلام بھی تھے، آپ کی مشہور غزل کا یہ مقطع اسرار ورموز سے پر ہے۔

منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم ملامت می کند خلق و من برادری رقصم

آپ کے بہت سے مریدین و متوسلین تھے لیکن آپ نے ان میں سے صرف چار بزرگوں کو خرقۂ خلافت سے نوازا تھا، جن میں سب سے ممتاز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کی ذات بابرکات ہے۔ چاروں خلفاء میں آپ خصوصیت کے

ساتھ سرکار غریب نواز کی مریدی پر فخر و مسرت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ " معین الدین حسن محبوب حق ہے "۔

آخری عمر میں آپ مکہ معظمہ گئے اور حرم کعبہ میں معتکف ہو گئے تھے وہاں آپ نے اللہ تعالی سے دو چیزوں کے لیے دعا مانگی تھی۔ ایک یہ کہ میرا انتقال اور مزار مکہ معظمہ میں ہو اور دوسری یہ کہ ہمارے مرید خاص معین الدین چشتی کو بلند مرتبہ عطا ہو۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے آپ کی مذکورہ دونوں دعائیں بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئیں۔ آپ مکہ معظمہ میں ۵/شوال المکرم ۶۰۳ھ یا ۶۱۷ھ کو انتقال ہوئے، آپ کا مزار پر انوار جنت المعلی میں ہے۔

دوسری دعا کے زیر اثر پروردگار عالم نے خواجہ معین الدین حسن چشتی کو وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ حضرت شیخ ہارونی کے وصال کے بعد معرفت و طریقت کا یہ مبارک و نورانی سلسلہ آپ ہی کی طرف منتقل ہوا اور آپ اپنے پیر و مرشد سیدنا حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی جانب سے سلسلہ کی ترویج و اشاعت، دین حق کے فروغ و استحکام اور خلق کی خدمت پر مامور کیے گئے۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دلوں میں آپ کا نام عقیدت و محبت کے ساتھ روشن ہے۔

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

سرزمین ہند میں ایمان و اسلام کی ساری بہاریں، اس کی سرسبز و شادابی بلاشبہ اولیاء کرام بالخصوص خواجۂ خواجگان چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم کی ہی مرہون منت ہے اور

سلسلۂ چشتیہ کی بہت سی گزیدہ صفت شخصیتیں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے کردار و عمل، زہدو استغناء، ریاضت و مجاہدہ کے ایسے روشن نقوش چھوڑے ہیں جن پر خاک ہند کو ناز ہے۔

یہ پاک باز نفوس قدسیہ و اکابر اہل سنت ہندوستان کے جس خطے، علاقے، اطراف میں تشریف لائے لوگ دیوانہ وار حلقہ میں داخل ہوتے گئے، اور ان کی نگاہ فیض کا یہ اثر ہوا کہ کفر و شرک کے متوالے، اصنام و اوثام کے پجاری اللہ اکبر کی صدا بلند کر کے نعرۂ تکبیر لگانے لگے، پتھر دل کافروں اور مشرکوں کو اپنی نگاہ کیمیا کے اثر سے اسلام کا ایسا دیوانہ بنایا کہ ان کی ذات سے اسلام و سنیت کی بہت سی انجمنیں آباد ہوئیں، جہاں کے ایمانی سمندر سے بہت فوارے ابلے، اور ایسے شمع و پروانہ پیدا کیے جن کی سریلی آواز سے قال اللہ و قال الرسول کی صدا گونجنے لگی جس سے ایمان و اسلام کی بہار آگئی۔ لیکن یہ سب خوبیاں ایک ہی مخزن و مرکز اور روحانی تاجدار سے حاصل ہوا، ایسے روحانی تاجداروں میں سے ایک تاجدار، معرفت و طریقت کے شیوخ، حقیقت کے اصل الاصول، حامل اسرارِ الٰہی، بادشاہ ہندوستاں سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات ہے۔ جن کے صدقۂ توسل سے ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ آپ کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ نے دہلی سے سلسلۂ چشتیہ کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کے جانشین حضرت خواجہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ عنہ تھے، آپ سے سلسلۂ چشتیہ کی تبلیغ کو بے پناہ وسعت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ پاکپٹن شریف سلسلۂ چشتیہ کے روحانی نظام کا ایک عظیم مرکز ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے خلفاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری

قدس سرہ نے اپنی انفرادی شناخت قائم کی ۔آپ حضرات کی ذات والا صفات سے روحانیت کے ایسے چشمے ابلے کہ جن سے تشنگان علم ومعرفت قیامت تک سیراب ہوتے رہیں گے۔ حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ سے سلسلۂ صابریہ کی ابتدا ہوتی ہے، کلیر شریف سلسلۂ صابریہ کے ایک اہم مرکز کی حیثیت سے مشہور و متعارف ہے

ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی نوری کرن سیدنا خواجہ غریب نواز کی ذات بابرکات سے ہے، آپ کی ذات منبع فیوض وبرکات ہے جس کی شہرت ومقبولیت ہندو پاک کے گوشے گوشے ہی میں نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی سورج کی کرنوں کی طرح پھیلی ہوئی ہے

عرب وعجم میں آپ کی ولایت، فیض بخشی، حاجت روائی اور کشف وکرامات کا چرچہ ہے، دنیا بھر سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند ہر سال ۶/رجب کو عرس پاک کی نورانی و بابرکت مواقع اور دیگر مخصوص تواریخ میں اجمیر شریف حاضر ہوکر آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مالامال ہوتے ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں آپ کی عقیدت کے چراغ روشن ہیں ان کی تمام دنیوی واخروی امیدوں اور تمناؤں کا مرکز آپ ہی کا مقدس آستانہ ہے۔آپ بحکم رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۵۶۸ھ میں اجمیر تشریف لائے اور اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔جس دور میں آپ نے ہندوستان کی دھرتی پر قدم رکھا وہ کفر وشرک، الحاد و بے دینی اور جہالت کا زمانہ تھا، اس وقت متعصب راجہ پرتھوی راج کی حکومت تھی اور لوگ ذات باری تعالیٰ سے یکسر غافل اور حق وصداقت کی راہوں سے دور بھٹکے ہوئے

تھے۔ اسلام دشمن اور متعصب راجہ کے درباریوں نے سرکار خواجہ غریب نواز اور آپ کے خدام کو طرح طرح سے پریشان کرکے وہاں سے نکالنے کی ناکام کوشش کی، حتیٰ کہ اس زمانے کے ایک بڑے جادوگر جے پال جوگی آپ سے مقابلہ کی غرض سے آیا لیکن اسے ذلت ورسوائی، شکست وناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔ اور سرکار غریب نواز کے پرچم حقانیت ا ور علم روحانیت کو فتح مبین و سربلندی نصیب ہوئی۔ مادیت کی تمام تدبیریں، تخت و تاج اور تمام قوت و سلطنت ایک گدڑی پوش اور خاک نشیں درویش کے قدموں پر سرنگوں ہوگئیں۔

ع کیا عشق نے سمجھا ہے کیا عقل نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آپ کی نگاہِ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ جس فاسق پر پڑ جاتی وہ تائب ہوکر فرماں بردار ہوجاتا۔ آپ کا وصال مبارک ۶/رجب المرجب ۶۳۳ھ کو اجمیر شریف میں ہوا، یہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے جو مرجع خلائق خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ”اوشی“ رضی اللہ عنہ

سیدنا خواجہ غریب نواز کا سب سے اہم مقصد ہندوستان میں ایک مستقل تبلیغی نظام کا قیام تھا تو زیادہ سے زیادہ اسلام کے داعی و مبلغ تیار کرنا ضروری تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے بے شمار مخلص مریدوں کو اسلامی ظاہری و باطنی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرکے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور انہیں ملک کے گوشے گوشے میں اسلام کی تبلیغ کے لیے متعیّن فرمایا۔ آپ کے متعدّد مشاہیر خلفا کا تذکرہ کتابوں میں بکثرت ملتا ہے مگر ان سب میں انوار کے مطلع، اسرار کے سرچشمہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفۂ

اعظم اور حقیقی سجادہ نشیں ہیں۔ آپ کی پیدائش ۵٦٨ھ کو ماوراء النہر کے ایک قصبہ "اوش" میں ہوئی۔ آپ نے سلسلہ کی نشر و اشاعت و استحکام میں مزید قوت بخشی، آپ ہمہ وقت خوف و خشیت الٰہی میں مستغرق رہتے، سنت نبوی کے بے انتہا پابند اور عشق الٰہی سے مغلوب تھے، مریدین کے تزکیہ و تربیت میں اتم درجہ کمال رکھتے تھے۔ ٦٦١ھ کو دہلی میں وصال فرماکر آسودۂ خاک ہوئے۔ مزار مبارک پر خلقت کا ہجوم آپ کی اخلاص و کمال کی کہانی بیان کرتا ہے۔

حضرت بابافرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ سلطان عارفاں، محور عاشقاں، اصحاب دین کے پیشوا، شیخ العالم، اغیاث المسلمین، بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ آپ نے سلسلے کو منظم کر کے چار چاند لگائے۔ وصال ٦٦٤ھ کو پاکپٹن شریف، پنجاب، پاکستان میں ہوا۔ مزار مبارک فیض گاہِ خاص و عام ہے۔

آپ کے تین خلفاء سے تین سلسلے جاری ہوئے۔

(١) حضرت جمال الدین رضی اللہ عنہ ہانسوی سے سلسلۂ جمالیہ جو بعد میں نظامیہ میں مدغم ہوگیا۔

(٢) سلطان المشائخ، برہان الحقائق، عالم علوم ربانی، کاشف اسرار رحمانی، **حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الاولیاء** رضی اللہ عنہ سے سلسلۂ نظامیہ جاری ہوا، آپ صاحب کمال، زہد و روع، منبع ریاضت و مجاہدہ تھے، جس کے نتیجہ میں پورا سلسلہ مشک و عنبر کی طرح مہک اٹھا اور اس سلسلہ کی مہک ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔ آپ کا وصال دہلی میں ٧٢٥ھ کو ہوا جنازے میں قوال حضرات خوش آوازی میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی

یہ غزل گارہے تھے جس شعر نے حشر کا میدان برپا کر دیا تھا۔

اے تماشائے عالم روئے تو　　تو کجا بہر تماشا.........می روی

(۳) حضرت **سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری** حسنی و حسینی رضی اللہ عنہ سے سلسلۂ صابریہ جاری ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹/ربیع الاول ۵۹۲ھ جمعرات کو تہجد کی نماز کے وقت ہوئی آپ کی ولادت باسعادت کے وقت ایسی خوشبو پھوٹی کہ سارا شہر خوشبوؤں سے معطر ہو گیا، حضرت صابر پاک دودھ پینے کے دنوں میں اکثر روزے سے رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ۶ مہینے چالیس روز ہو گئے لیکن آپ نے دودھ نوش نہ فرمایا۔ حضرت عبد الرحیم کہتے ہیں: میں نے نماز شکرانہ کی ادائیگی کے بعد اکیس بار " یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ مدد کن باذن اللہ " پڑھ کر دم کیا تو آپ نے دودھ نوش کیا، اس کے بعد ایک دن دودھ پیتے دوسرے دن روزے سے ہوتے۔ آپ کی زبان مبارک سے سب سے پہلا کلمہ " لا موجود الا اللہ " جاری ہوا، یہ کلمہ کہتے وقت آپ پر حال طاری ہوجاتا تھا، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کے وقت سجدہ ریز رہتے، آپ کے چہرے کی رنگت دن میں کئی بار بدل جاتی، کبھی کبھی چہرہ بہت سرخ ہوجاتا، اس حالت میں اگر کوئی آپ کے جسم مبارک کو چھوتا تو سخت تپش محسوس کرتا، بچپن ہی سے چہرے پہ صبر اور قناعت کے آثار نظر آتے۔ آپ کے اسی جلال کا اثر سلسلہ پر بھی پڑا، آپ کے خلفاء بڑے بڑے مجاہد ہوئے، فروغ اسلام کی خاطر ہر قسم کا جہاد کیا اور آج سلسلۂ صابریہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بیرون ملک بھی شریعت و طریقت کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ کی شان اپنی کتاب "قربت العیون" میں لکھتے ہیں: ایک

رات میں نے عالم جبروت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا: اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بدلے میں تم کو اور دوسرے مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کو مجھے عطا فرمایا ہے۔ قریب ہے کہ وہ عبدالرحیم اور عبدالوہاب کے یہاں پیدا ہو جو کہ تیری اولاد میں سے ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عالم روءیا میں فرشتوں اور انبیائے کرام کا دربار لگا ہوا دیکھا، ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ فرما ہیں اور ہر چہار جانب محفل سجی ہوئی ہے۔ اتنے میں دو روحوں کو آتے دیکھا، ایک سفید نورانی اور دوسری یاقوت کے مثل تھی۔ پہلی روح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں زانو پر اور دوسری روح کو بائیں زانو پر جگہ دی، اس کے بعد امام حسن اور حسین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ دونوں روحیں شانِ جمال اور جلال کے ساتھ پیدا کی جائیں گی، جن سے اسلام کی حکومت رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ دوسری روح مبارک جو بائیں زانو پر ہے اس کا ظہور غوث پاک کے بعد ہوگا جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے منصب پر فائز ہوگا جن کا نام مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ہوگا، اسے کامل ولایت کا مرتبہ حاصل ہوگا، یہ منکروں اور حاسدوں کی تکذیب کرے گا۔ یہ فرما کر دربار برخاست کیا گیا اور میری آنکھ کھل گئی"۔

قضائے الٰہی سے راہ حق میں قربان ہو کر، فنا فی اللہ، بقا باللہ کا درس دے کر یہ سورج اپنی زندگی کی رمق چھوڑ کر ۶۹۰ھ کو کلیر شریف میں غروب ہو گیا، اسی جگہ مدفون ہیں مزار مبارک سے مخلوق خدا کثیر تعداد میں فیضیاب ہو رہی ہے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **سید خواجہ شمس الدین** رضی اللہ عنہ ترک پانی پتی، پنجاب، انڈیا

(وصال،۱۰/جمادی الآخر ۷۱۵ھ) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ و قائم مقام مخدوم المشائخ **شیخ محمد جلال الدین کبیر الاولیاء** عثمانی پانی پتی، پنجاب، ہندوستان (وصال، ۱۳/ربیع الاول ۷۶۵ھ) ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں قطب الاقطاب، تاج الاولیا، ہادی الاصفیا، سلطان العارفین، برہان الواصلین حضرت **شیخ العالم احمد عبدالحق** صاحب توشہ ردولوی رضی اللہ عنہ کو ممتاز درجہ حاصل تھا، آپ نے سلسلہ کی اشاعت میں غیر معمولی مجاہدہ کیا اور اسے پوری دنیا میں روشناس کرایا۔ آپ کی سن پیدائش کے سلسلے میں کوئی حتمی و قطعی تاریخ معلوم نہیں، ایک قول کے مطابق، آپ کی تاریخ ولادت ۲۹/۳۰ ۷ھ نکلتا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق ۲۱/ذی قعدہ ۷۳۷ھ ہے۔ آپ بندگان خدا کو رشد و ہدایت کی تعلیم فرماتے، بے ایمانوں کو ایمان کی دعوت، بے علموں کو علم دین کی رغبت، اہل حال کو راہ سلوک کی معرفت، اس کے علاوہ آپ نے خلق خدا کو ہر اعتبار سے سیراب کیا۔ اور لاکھوں گم گشتگان راہ حق کو منزل مقصود تک پہونچایا۔ عالم اسلام کو اسلام کی نورانی روح اور پاکیزہ چشموں سے متاثر کر کے دولت ایمان سے مالا مال فرمایا آپ کا وصال ۱۶/جمادی الثانی ۸۳۷ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ردولی شریف، فیض آباد، یوپی، ہندوستان میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

آپ کے بعد حضرت **خواجہ احمد عارف شاہ مصطفیٰ ردولوی** پھر حضرت **خواجہ محمد عارف عیسی روحی** پھر **حضرت شیخ قطب عالم عبد القدوس گنگوہی** رحمۃ اللہ علیہ سلطنت خلافت پر متمکّن ہوئے۔ آپ نے گنگوہ کو مرکز بنا کر سلسلہ کی اشاعت کا کام انجام دیا، خواص اور عوام الناس میں اسے مقبول بنایا۔ **حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی** سے سلسلۂ چشتیہ صابریہ احمدیہ

قدوسیہ چلا۔ آپ کا وصال گنگوہ شریف میں ۹۴۴ھ کو ہوا۔ یہیں مدفون ہیں، مزار مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے، مخلوق خدا کا ازدہام اکتساب فیض میں مصروف عمل رہتا ہے۔

آپ کے خلیفہ اور قائم مقام حضرت **شیخ شاہ جلال الدین تھانیسری** رحمۃ اللہ علیہ (وصال، ۱۵ ذی الحجہ، ۹۸۹ھ) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **شیخ نظام الدین بلخی** رحمۃ اللہ علیہ (وصال، ۷/رجب المرجب ۱۰۱۷ھ) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ **حضرت شیخ ابو سعید** رحمۃ اللہ علیہ (وصال، یکم ربیع الآخر ۱۰۴۳ھ گنگوہی، سہارن پور، یوپی) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ **حضرت شیخ محمد صادق** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۶/محرم الحرام ۱۰۵۳ھ گنگوہی) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ **حضرت شیخ داؤد** رحمۃ اللہ علیہ (وصال، ۶/رمضان ۱۰۸۰ھ گنگوہی، سہارن پور، یوپی) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **سید شاہ ابو المعالی** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۱/ربیع الاول ۱۱۶۰ھ، انبیٹھ، سہارن پور، یوپی) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ **محمد سعید شاہ میراں بھیک** رحمۃ اللہ علیہ (وصال، ۵/رمضان ۱۲۹۹ھ، گھڑام، پنجاب، انڈیا) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **عنایت علی شاہ** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۵/رمضان ۱۱۹۵ھ بہلول) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ **حضرت عبد الکریم** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲/شعبان المعظم ۱۲۰۶ھ رام پور، یوپی، انڈیا) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **غلام شاہ معصوم** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۷/جمادی الآخر ۱۲۴۳ھ رام پور) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت **میاں امیر صاحب** رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۳/صفر المظفر ۱۲۹۰ھ، رام پور) ہوئے۔

آپ کے خلیفہ و قائم مقام مجدد سلسلہ حضرت **خواجہ محمد حسن قدوسی معشوق الٰہی** رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ آپ صاحب کمال اور بزرگ صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ مجددِ سلسلہ بھی تھے آپ نے سلسلہ اور طریقت و تصوف کی اشاعت و تبلیغ میں غیر معمولی مجاہدانہ کردار ادا کیا، تحریر و تقریر کے ذریعے علم تصوف کو فروغ بخشا، فن تصوف میں آپ نے کئی مایہ ناز تصنیفات بھی منظر عام پر لاکر علم تصوف کو اشاعت کی شاہ راہ پر گامزن فرمایا۔ ان میں تاریخِ آئینۂ تصوف، حقیقت گلزار صابری، خاص طور سے ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ سلسلے کو منظم کرنے اور ترتیب و ارتباط کے لیے حلقۂ مریدین کا سفر کیا، مشقتِ سفر برداشت کر کے سلسلہ کو چہار دانگ عالم میں پھیلایا۔ آپ کا وصال ۲۵/شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ کو رام پور یوپی، ہندوستان میں ہوا اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔ آپ کے مریدین اور خلفا کی تعداد بے شمار ہیں۔ مریدین و خلفا سلسلہ کی نشر و اشاعت کے لیے پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مخدوم خواجہ پیر محمد حسین صاحب بدری فریدی صابری چشتی ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد حسن معشوق الٰہی کے بے شمار خلفاء میں مشہور و ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید (از اولاد بابا فرید الدین گنج شکر ضلع پاکپٹن شریف، پنجاب پاکستان) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد حسن معشوق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علوم باطنی کے ساتھ ساتھ خلافت و ارادت سے خواجہ محمد حسین بدری، فریدی، چشتی، صابری، قادری ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ کو نوازا۔

محمد حسین ثالث فرید اسرار عترت فریدی میں اپنی ولادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری ولادت سے قبل والدین کے گیارہ اولاد نرینہ فوت ہو چکے تھے، والدہ محترمہ مایوس رہا کرتی تھیں، بابا فرید الدین کے روضہ پر جا کر رویا کرتیں، ایک دن مزار پر پہونچیں تو ایک سیاہ کمبل پوش درویش سے ملاقات ہوئی تو درویش نے کہا کہ امی صاحبہ قطب عالم اغیاث ہند کا حکم ہو چکا ہے کہ تمھیں دو اولاد ذکور عطا ہوں گے، آپ دروازۂ بہشتی پر ہاتھ پھیرو دو بتاشہ اور ایک کھگّا ملے گا دونوں بتاشہ کھا لینا اور کھگّا بطور تعویذ گلے میں ڈال لینا، جب آپ کی والدہ نے بہشتی دروازہ پر ہاتھ پھیرا تو ویسا ہی ہوا جیسا درویش نے کہا تھا، دونوں بتاشہ کھا لینے کے بعد آپ مشرف بہ حمل ہوئیں، نو ماہ گزرنے کے بعد شنبہ کے دن بوقت صبح صادق ۱۶/ رمضان المبارک ۱۲۵۸ھ کو خواجہ محمد حسین بن شاہ تاج محمود فریدی چشتی کے گھر پیدا ہوئے۔

اوائل عمری میں حصول علم کے لیے مکتب تشریف لے گئے لیکن زبان میں لکنت ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں پاتے تو ایک دن بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر آکر گریہ

وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے حضور غلام کو اللہ تعالی نے آپ کی اولاد میں پیدا کیا ہے، علم نہ ہونے کی بنا پر لوگ طعنہ زنی کریں گے، خدا کے واسطے رحم و کرم کیجیے کہ زبان صاف ہو جائے اور علوم ظاہری و باطنی کا حصول ہو جائے۔ آپ کی دعا دربار فریدی میں مقبول ہوئی اور بشارت ہوئی کہ حضرت شہاب الدین گنج رحمۃ اللہ علیہ (جو بابا فرید الدین کے پوتے تھے) کے مزار سے غسل کا پانی پیا کرو، اور ان کے نام سے فاتحہ دیا کرو تو تمھیں علم ظاہری و باطنی حاصل ہو جائے گا۔ آپ تاحین حیات فاتحہ کرتے رہے اور اٹھارہ سال کی عمر تک مزار مبارک سے غسل کا پانی نوش فرماتے رہے۔

ابتدائی تعلیم کی حصول کے بعد بارہ سال کی عمر میں قرآن شریف مکمل حفظ کیا۔ بعدہ فقہ، حدیث، اور تفسیر قرآن کی تعلیم ماہرِ علوم سے حاصل کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے قطب عالم بابا فرید کی بارگاہ میں کسی کامل بزرگ سے بیعت کرادینے کی تمنا ظاہر کی تاکہ نظر باطنی کھل جائے اور خدا رسیدہ بزرگ کا وسیلہ ملے۔ دربار فریدی میں آپ کی درخواست مقبول ہوئی، حکم ہوا کہ تمھارے لیے پیر کامل کو بلواتا ہوں اور تمہیں مکمل بیعت سے سرفراز کرواتا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ محمد حسن قدوسی معشوق الہی صابری، قادری، نقشبندی مجدد الوقت رامپوری علیہ الرحمۃ کو عرس کے مبارک موقع پر بلوا کر آپ کی مکمل بیعت کروادی۔ خواجہ محمد حسن معشوق الہی سے خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ نے علم ظاہری و باطنی علم صوری اور معنوی اور علم لدنی حاصل کر کے بابا فرید کے مثل کامل و مکمل فقیر اور شہنشاہ ولایت بن گئے اور دو سو تیرہ سلسلہ و بزرگانِ دین کے نائب محافظِ دفتر ہوئے۔

سرکار خواجہ غریب نواز کے روحانی حکم سے خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ کی دربھنگہ آمد

حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں پہونچے، حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کرنے کے بعد حکم کے طلب گار ہوئے، دربار خواجہ سے بروحانیتِ خاص حکم ہوا کہ صوبہ بہار کے خاص ضلع دربھنگہ جاکر لوگوں کو معرفت کا جام پلاکر سلسلۂ عالیہ، چشتیہ فریدیہ صابریہ میں بیعت کرو یہ حکم نامہ سن کر حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ دربھنگہ کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ کی آمد پہلی بار دربھنگہ میں ۵/یا ۶/ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ کو شہر دربھنگہ کے محلہ لال باغ میں ہوئی، وہاں کے باشندے اور آپ کے خاص مرید جناب عبد اللطیف صاحب کے یہاں شب بھر آپ کا قیام ہوا، اطراف وجوانب کے سینکڑوں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر سلسلۂ چشتیہ، فریدیہ، بدریہ صابریہ میں داخل ہوئے۔ آپ جہاں بھی جاتے مریدین کے ساتھ باآواز بلند اسم ذات کا ذکر کرتے، اس کے بعد مناجات پڑھتے، اس لیے دربھنگہ کے لوگوں نے آپ کو اللہ والے پیر کے نام سے موسوم کردیا تھا، اسی سفر میں آپ کا قیام جناب عبد العزیز (عرف فقیرَن) صاحب کے یہاں ہوا یہاں آپ نے پندرہ روز قیام فرمایا، اس پندرہ دن میں بارہ ہزار مرد وعورت بیعت ہوکر سلسلۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ میں داخل ہوئے۔ آپ کا یہ پہلا سفر کچھ ماہ پر مشتمل تھا، تبلیغ دین اور رشد وہدایت کا درس دے کر آپ اسی سال ۱۳۲۰ھ

کو پاکپٹن شریف روانہ ہو گئے۔

دوسری مرتبہ آپ ماہ رجب المرجب کی ۲/ تاریخ ۱۳۲۲ھ کو موضع دھموارہ علی نگر بلاک، ضلع دربھنگہ تشریف لائے اور سید عبد اللطیف دھمواروی کے یہاں قیام پذیر ہوئے، یہاں بھی کثیر تعداد میں لوگ داخل طریقت ہوئے، یہاں آنے کے بعد آپ نے تبلیغ و ارشاد کا کام زور و شور سے کرنا شروع کیا، پھر علی نگر سے شیام پور شریف تشریف لے گئے، یہاں تقریبا تین سو لوگ داخل سلسلہ ہوئے، اسی اثناء میں حکیم بابا تاج الدین احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد میر محمد علیم الدین اور والد گرامی حکیم محمد رفیع الدین بھی داخل سلسلہ ہوئے۔

خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کشف و کرامات

ایک مرتبہ ظہوری مومن صاحب کے یہاں حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید مدعو ہوئے، وقت مقررہ پر حضرت دعوت میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت کے ساتھ ساٹھ ستر آدمی تھے، مزید شام کو دو سو آدمی اور پہونچ گئے، یہ دیکھ کر ظہوری مومن گھبرانے لگے، اور اندر اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ مہمان زیادہ آگئے ہیں اس لیے کھانا اور بنا لیجیے اس پر حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں سارا مسئلہ حل ہو جائے گا، بیوی سے جو کھانا بنانے کو کہا ہے اسے منع کر دو، حضرت نے ظہوری مومن سے ارشاد فرمایا کہ صرف آدھا من یعنی صرف بیس کلو چاول بنے گا اس میں کمی نہیں ہوگی، حضرت نے اپنے مرید خاص محمد میاں کو کھانا بنانے کے لیے ساتھ لے لیا، محمد میاں نے کھانا بنانا شروع کیا کھانا تیار ہونے کے بعد حضرت خواجہ محمد حسین نے اپنی چادر مبارک دے کر فرمایا کہ کھانا اس چادر سے ڈھک دو اور سارے لوگوں کو کھلانا شروع کرو۔ بفضلہ تعالی متواتر تین روز تک لوگ اس کھانا کو

کھاتے رہے لیکن کھانا ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، تیسرے روز جناب ظہوری مومن صاحب نے چادر اٹھا دیا اور دھو کر سوکھنے کے لیے ڈال دیا۔ جب حضرت کی نظر چادر پر پڑی تو آپ نے ظہوری مومن کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تو آپ سے چادر نہیں مانگا تھا آپ نے چادر کیوں ہٹا دیا؟ ظہوری مومن خاموشی سے ساری بات سنتے رہے، تو اس پر حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم اس چادر کو نہیں ہٹاتے تو قیامت تک یہ کھانا ختم نہیں ہوتا اور یہ لنگر فریدی قیامت تک جاری و ساری رہتا، دوبارہ کبھی پکانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آپ صاحب کشف بھی تھے، ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں دو عورتیں بیعت کی غرض سے آئیں، تو حضرت نے انکار محض فرمایا اس پر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور آپ نے انکار کیوں فرمایا؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان میں تو ایک ناپاک یعنی حائضہ تھی اور دوسری ساحرہ تھی، اس لیے اس وقت ان لوگوں کو داخل بیعت نہیں کیا۔

ایک مرتبہ شہر دربھنگہ میں ایک جذامی اور قریب المرگ شخص تھا، وہ شخص آپ سے طالب بیعت تھا لیکن بستر سے اٹھنے کی سکت نہ تھی، لوگ بلانے کے لیے آئے لیکن کہنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی، حضرت محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے کشف سے اس کے یہاں پہونچ گئے، اس کو غسل دلوا کر بیعت کر لیا، بیعت ہونے کے دوسرے ہی دن انتقال ہوا، آپ کی وجہ سے خاتمہ بالخیر نصیب ہوا۔ ع۔۔ ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے۔

آپ کی تصنیفات میں مشہور زمانہ تصنیف اسرار عترت فریدی، تفسیر فریدی، اشلوک فریدی شامل ہے۔

وفات: دوسری مرتبہ بحکم خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ آپ دربھنگہ رونق افروز ہوئے، دوسرے دن محلہ لال باغ دربھنگہ کے ایک مرید عبد العزیز (عرف فقیرن) کے یہاں بغرض قیام جلوہ بار ہوئے، جناب عبدالعزیز صاحب کی زمین پر حضرت ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک الہامی آواز آئی کہ اے خواجہ محمد حسین فرید جہاں آپ بیٹھے ہیں یہی آپ کا جائے مدفن ہے، آپ نے عبد العزیز صاحب سے فرمایا کہ یہ زمین میرے لیے بہتر ہے اس کی قیمت لے کر مجھے دے دو، مبلغ دو سو روپے کے عوض آپ نے یہ زمین خرید لی۔ یہ واقعہ حضرت کے اجمیر سے واپس آنے کے ایک روز بعد کا ہے۔ اجمیر سے واپس آنے کے دو روز بعد آپ درد سر میں مبتلا ہو گئے۔ اور ۹/رجب المرجب ۱۳۲۲ھ کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، وصل حق کی شوق میں واصل بحق ہو گئے، رب کی دی ہوئی امانت بارگاہ رب میں نذرانہ کر دیا۔ إنا للہ و إنا الیہ راجعون

آپ کے وصال کے بعد مریدوں میں دفن وکفن کو لے کر تین دن تک کافی اختلاف ہوا آپ کے پنجابی خادم نعش مبارک کو پاکپٹن شریف لے جانا چاہتے تھے، لیکن مریدین بضد ہو کر دربھنگہ محلہ لال باغ میں دفنایا، اختلاف کو جناب عبد العزیز صاحب نے رفع کیا کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ حضرت نے اپنی قبر بنوانے کے لیے یہ زمین خریدی تھی، چناں چہ عبد العزیز صاحب کی بات پر فیصلہ ہو گیا اور اتفاق رائے سے حضرت کو محلہ لال باغ میں ہی دفنایا گیا۔

حقیقت یہ ہے اللہ والے کبھی مرتے نہیں بلکہ ظاہری دنیا سے روپوش ہو کر بارگاہ رب تعالی سے روحانی رزق پاتے ہیں۔ آپ کے وصال کے پانچ سال بعد آپ کے بڑے صاحبزادے

آپ کی نعش مبارک کو پاکپتن شریف لے جانے کے لیے آئے ، نعش مبارک کو زمین سے نکالا گیا تو آپ کا جسم مبارک صحیح و سالم تھا اور بدن سے مشک و عنبر کی خوشبو پھوٹ رہی تھی ، زبان چلتی اور لب ہائے مبارک ہلتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ حضرت خواجہ مظہر فرید نے مراقبہ کر کے اجازت چاہی تو خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ مجھ کو غریب نواز نے در بھنگہ ہی رہنے کا حکم دیا ہے مجھے یہیں رہنے دو، پھر حضرت کے حکم سے پہلی ہی جگہ مع تبرکات و عطیاتِ پیر و مرشد جیسے عمامہ، کفن فریدی، شجرۂ تبرکات، سلاسل کے معاہدہ نامے اور دیگر تبرکات کے ہمراہ جسم اطہر کو تابوت میں رکھ کر پرانی جگہ دوسری مرتبہ دفن کر دیا گیا۔

شمس ثانی بابا مخدوم تاج الدین احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ہر سال ۸/اور ۹/رجب المرجب کو قرآن خوانی، قوالی، چادر پوشی کا اہتمام کرتے اور ایک بج کر تیس منٹ پر عرس و قل شریف کی محفل بھی منعقد کرتے تھے۔ آپ نے اپنی خلافت و اجازت اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ مظہر فرید کو عطا فرمائی، اور علوم ظاہری و باطنی کا مالک بھی بنا کر اپنا حقیقی گدّی نشین بنایا۔

حضرت خواجہ مظہر فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے ہوئے ۔جس میں دوسرے والے صاحبزادے حضرت خواجہ مظہر فرید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے اپنے بعد خواجہ مظہر فرید کو خرقۂ خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ کے دوسرے اور تیسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد مددعلی، حضرت خواجہ محمد غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہما کے انتقال

کے بعد حضرت خواجہ مظہر فرید گدّی نشین ہوئے، آپ اجازت و خلافت کی مسند پر متمکّن ہو کر سلسلہ کا کام بحسن و خوبی انجام دیتے رہے، اور آپ کے فیوض و برکات سے سلسلۂ چشتیہ، فریدیہ، بدریہ، صابریہ قادریہ کو فروغ ملا۔ ہندوپاک میں آپ کے مریدین کی کثیر تعداد موجود ہے۔ آپ کی پہلی اہلیہ سے دو صاحبزادے اور ایک لڑکی ہوئی، ان میں سے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت پیر شاہ اختیار علی ہوئے اور دوسرے صاحبزادے کا نام سید نور محمد ہے۔

حضرت خواجہ مظہر فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ولایت خمسہ علوی، اولوالعزمی، سلطان ولایت کی تعلیم و نکات، اسرار و رموز، اذکار و افکار، ہر درجہ کے آداب و احکام ،اصطلاحِ حسنات و سیئات سے واقفیت میں بدرجہ اتم بلند و بالا مقام پر فائز تھی۔ آپ صاحب فضل و کمال بزرگ تھے، بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے آپ کا تعلق تھا، اسی خانوادے سے آپ کی مجد و شرافت اور بزرگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کے انتقال کے بعد سبھوں کے سرپرست اور گدّی نشین حضرت خواجہ پیر شاہ اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے، ساتھ ہی ساتھ اجازت و خلافت کا سہرا بھی آپ ہی کے سر بندھا۔ آپ کا انتقال ۱۳۴۹ھ کو پاکپٹن شریف پنجاب پاکستان میں ہوا۔

مخدوم و محبوب حضرت خواجہ پیر اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ مظہر فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے اور ولی عہد، خلیفہ اور ان کے گدّی نشین تھے، ساتھ ہی ساتھ آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی سید اختیار علی،

اور والد ماجد کا نام خواجہ مظہر فرید، اور دادا جان کا نام حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہم تھا۔

حضرت خواجہ پیر اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۷/ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو ہوئی۔

اوائل عمری ہی سے آپ کا رجحان دینی تعلیم کی طرف تھا، کیوں کہ زمانۂ طفولیت میں آپ کی پسندیدہ دو ہی جگہیں تھیں، ایک بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ کا آستانۂ مبارک، دوسرا حجرۂ مبارک میں ذکر الٰہی میں مشغول ہونا، یہی وجہ تھی کہ آپ کی طبیعت میں روحانیت کا ورود عہد طفولیت ہی سے ہو چکا تھا، اور بزرگان دین کے فیض سے مکمل فیضیاب ہوئے تھے۔

ابتدائی تعلیم کا حصول مسجد فریدیہ کے مکتب میں کیا، مختلف مدارس اور مختلف با فیض بار گاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کر کے عربی، فقہ، حدیث، اصول فقہ، اصول حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے علاوہ آپ علوم ولایت خمسہ، تعلیم و نکات ولایت، اسرار و رموز طریقت، افکار و نظریات حقیقت، ہر درجہ کے احکام و مسائل، اصطلاح و آداب سے کامل درجہ آشنائی رکھتے تھے۔ بعد فراغت والد ماجد نے داخل سلسلہ کیا، اجازت و خلافت، خرقۂ و کلاہ، دستار و خلعت سے شاد کام فرمایا۔

آپ کی شخصیت با رعب، با رونق چہرہ، جاذب نظر، پر کشش، ریش مبارک گنجان، دراز قد، میانہ رو، اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر تھے۔ نگاہوں میں اتنی کشش تھی کہ جو کوئی دیکھتا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ کا زہد و عبادت، ریاضت و مجاہدہ، ذکر و اذکار کے علاوہ کسی اور چیز میں دل نہیں لگتا، دنیا سے بے نیازی کا عالم یہ تھا کہ بیس سال کی عمر تک آپ نے جائے پیدائش پاک

پٹن شریف کی بازار تک کو نہیں دیکھا تھا ۔عادت واطوار میں والد بزگوار کے مظہر اتم تھے ، اس لیے والد ماجد کے خرقۂ خلافت کا مکمل حق ادا کیا، آپ شیریں دہن، کم گو اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے، سنجیدہ مزاج، گفتار و کردار میں والد ماجد کے غازی نظر آتے، لب و لہجہ میں نرمی، چہرہ گلاب کی طرح کھلا رہتا، آواز اتنی سریلی تھی کہ سننے والا وجد کی کیفیت میں آکر مچلنے لگتا دنیا اور اس کے لوازمات سے کوسوں دور رہتے، کھانا قلیل مقدار میں تناول فرماتے، جب دیکھو ذکر الٰہی میں مگن، لبوں پہ نام نبی کا ورد اور سینہ عشق نبی کا مدینہ بنا رہتا۔ یکساں طور پہ ہر ایک سے محبت و نرمی کا معاملہ فرماتے، سادگی اور قناعت میں بے مثل، سنت رسول اور اسوۂ رسول ﷺ پر مواظبت فرماتے، دائرۂ علم نہایت وسیع تھا۔ نفس اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرتے، خاندانی ورثے سے بزرگی کی سوغات ملی، آپ کے دامنِ کرم سے جڑ کر نہ جانے کتنے گم گشتۂ راہ اپنی منزل کو پہونچ گئے۔

آپ کی سرزمین دربھنگہ میں آمد

حضرت مست علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا کہ بہت سارے لوگ شوق زیارت میں منتظر پلکیں بچھاکر آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ سے اکتساب فیض کر کے داخل بیعت ہونا چاہتے ہیں، اس لیے آپ جلد سے جلد دربھنگہ تشریف لائیں۔ حضرت خواجہ پیر اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ نے خط میں مکتوب تحریر پڑھ کر مست علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ماہ ربیع الثانی کے اخیر عشرہ ۱۳۵۷ھ کو دربھنگہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ دربھنگہ آنے کے بعد جد امجد جو کہ محلہ لال باغ میں آرام فرما ہیں کے یہاں تشریف لائے، شرف

زیارت و فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل کر کے علاقے کے مختلف حلقوں میں بغرض تبلیغ وارشاد تشریف لے گئے، چناں چہ آپ کے طریقہ کار اور روحانی فیوض کی برکتوں سے مالا مال ہو کر علاقے کے بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

کثیر تعداد میں آپ کے خلفا اور مریدین ہند و پاک کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں ،آپ کے خاص اور نامور خلفا میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ پیر خضر علی شاہ ہیں۔ پیر خضر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور صاحبزادہ پیر عابد فرید ادام اللہ عمرہ ہیں جو ابھی باحیات ہیں اور دربار مظہریہ فریدیہ کے موجودہ سجادہ اور گدّی نشین ہیں، سلسلہ کی نشر و اشاعت، لوگوں کی اصلاح نفس میں مصروف عمل ہیں۔

سرزمین ہند میں پیر اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں ایک خلیفہ شمس ثانی حضرت حکیم بابا تاج الدین احمد چشتی، فریدی، صابری، قادری ہیں، جو سرزمینِ بہار کے شہر دربھنگہ کے علی نگر پنچایت، شیام پور شریف میں آرام فرما ہیں۔

وصال: بابا تاج الدین احمد کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک بار ۷/محرم الحرام ۱۳۸۱ھ کو مجھ سے کہا کہ میں تنہا سفر کروں گا یا یہ کہا کہ اعتکاف کروں گا، اسی سے قبل آپ اپنے بعض خلفا سے کہا کرتے تھے کہ میں جلد ہی سفر آخرت کرنے والا ہوں، اور ایک خلیفہ کو مدفن یعنی مزار پاک کی بھی جگہ بتا چکے تھے، آخر کار ایک دن ۱۸/جمادی الآخرہ ۱۳۸۲ھ کو بغیر اطلاع کیے ہوئے پاکپتن شریف سے اوکاڑہ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں مریدان و

معتقدان سے ملاقات کیا۔ ۲۲/ویں جمادی الآخرہ کی شب آپ حسب عادت باوضو ہوکر نماز تہجد ادا کرنے لگے ،ذکر و اذکار، اورادو وظائف، تلاوات قرآن پاک میں صبح بعد فجر تک مصروف رہے، بعد نماز فجر ختم درود چشتیہ کر کے حرز یمانی شریف، دلائل الخیرات، ختم خواجگاں وغیرہ اور روزانہ کے معمولات سے فارغ ہوگئے، پھر نماز اشراق و چاشت سے فراغت حاصل کر کے غسل فرمایا، اس کے بعد اپنا پسندیدہ سفید لباس زیب تن کیا، اس کے بعد بروز بدھ ایک مرید کے یہاں روانہ ہونے لگے توراہ چلتے وقت آپ کا پاؤں لڑکھڑانے لگا، مریدین یہ ماجرا دیکھ کر گھبرا گئے، اور آپ کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے، پھر آپ اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ مجھے ٹھنڈ محسوس ہورہی ہے، کمبل اڑھاؤ، تمام مریدین حکم مرشد بجالانے میں عافیت سمجھنے لگے، اچانک آپ نے سارا جسم مبارک کمبل سے ڈھانک کر کچھ دیر لیٹے رہے، پھر دفعتا منہ کھول کر ادھر ادھر دیکھا، دن کے دس یا گیارہ بج رہے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، اصل حق کی بارگاہ میں جان سپرد کرکے دار فانی سے ۲۲/جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ بروز بدھ رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شمس ثانی حضرت سیدنا سرکار مخدوم بابا تاج الدین احمد چشتی فریدی صابری قادری تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

قدرت کا نظام یہ ہے کہ روئے زمین پر نوع انسانی کی اصلاح کے لیے نبیوں کو بھیجتا رہا۔ حضور نبی اکرم ﷺ پر نبوت ختم ہوجانے کے بعد اصلاحی کاموں کو انجام دینے کے لیے اپنے نیک بندوں اور ولیوں کو بھیجتا رہا، اس وصف خاص کے لیے جس کا انتخاب

کرتا ہے اسے تمام اوصاف حمیدہ سے متّصف کرکے دنیا میں بھیجتا ہے، ایسی شخصیت میں بچپن سے ہی امتیازی خصوصیات نمایاں ہونے لگتی ہیں، ان کے خصائل و شمائل دیکھ کر لوگ ان کے بہتر مستقبل کی پیشن گوئیاں کرنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی بافیض، نیک بزرگوں میں سے ایک زبدۃ العارفین، سراج السالکین، شمس ثانی حضرت بابا تاج الدین احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات اور منبع برکات ہے۔ آپ اکیسویں صدی کے بڑے صوفی فقیر گزرے ہیں۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت ضلع دربھنگہ کے شیام پور گاؤں (جو کہ علی نگر بلاک سے ایک کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے) میں ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کو ایک دیندار گھرانہ حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہوئی، آپ کی ولادت باسعادت کے دن اور تاریخ کی صحیح تعیین نہ مل سکی۔ آپ کے والد ماجد پیر حکیم شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو بڑے پایہ کے بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ولایت فاطمہ بڑی زاہدہ، عابدہ، متقیہ اور مخیرّہ تھیں، آپ کی والدہ ماجدہ کا بیشتر وقت ذکر و اذکار، اوراد و وظائف میں گزرتا، آپ شب بیداری کثرت کے ساتھ کرتیں، راتوں کو اٹھ کر خوف خدا میں روتیں، حضرت بابا تاج الدین احمد چشتی فریدی صابری کی ولادت ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جس گھر کے گوشہ گوشہ میں اللہ اللہ کی صدا گونج رہی تھیں، تمام تر امور میں دینداری کا پہلو غالب تھا، گھر کے ہر ہر فرد علوم ظاہری و باطنی سے آشنا ہوتے، جن کی پرورش و پرداخت ایسے خالص دیندار گھرانہ میں ہو ان کی عظمت و رفعت کا کیا اندازہ ہوگا؟ عہد طفولیت ہی سے اقبال میں بلندی، چہرے پر سنجیدگی و متانت کے آثار نظر آتے، کیوں نہ ہو

جن کو اولاد بابا فرید سے صدقہ ملے وہ تو وقت کا ولی کامل ہی ہوگا، کیوں کہ اس خانوادے سے مخلوقات عالم کو ولایت کی بھیک بھی ملتی ہے۔

آپ نے فارسی، عربی اردو کی ابتدائی تعلیم اپنے ماموں جان عالی جناب محمد واسع علی رحمۃ اللہ علیہ ، اور چچا محترم غلام امام شہید اور مولوی منظور حسن سے حاصل کی۔ مذکورہ تینوں شخصیات کمال کے ماہر ادیب تھے، اس دور میں ان حضرات نے دور دور تک علم کی قندیلیں روشن و منور کیں، تینوں حضرات علومِ روحانی و باطنی میں اعلٰی مقام پر فائز تھے۔

حضرت بابا تاج الدین احمد چشتی نے ابتدائی تعلیم کی حصول کے بعد مدھوبنی ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ بعدہ دربھنگہ کے سنہا میڈیکل کالج سے باضابطہ ہومیو پیتھ میں ڈاکٹر کی (HMBS) ڈگری ۱۹۳۹ء میں حاصل کی۔ آپ کی طبابت میں روحانیت کا عکس غالب تھا، آپ کے یہاں مریضوں کا ایسا ہجوم ہوتا کہ فرصت نہ ملتی، جب آپ نے محسوس کیا کہ عبادت میں خلل واقع ہونے لگا ہے، دنیا غالب ہوتی جارہی ہے بس اسی احساس نے اس طبابت سے کنارہ کشی اختیار کرادی، جب کہ آپ زہد و فقر، عبادت و ریاضت میں بچپن ہی سے ماہر تھے، تقوی و طہارت آپ کی زندگی کا سرمایہ تھا، دنیوی جاہ و جلال آرام و آرائش، اسباب وسائل کی جانب کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

آپ کی زندگی کا سنہرا دور جو روحانی علوم و مراتب کا دور کہلاتا ہے وہ ماہ جون ۱۹۳۸ء سے شروع ہوتا ہے، اسی سال اولاد بابا فرید الدین گنج شکر میں سے ایک روشن ضمیر پیر حضرت خواجہ پیر شاہ اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ سرزمین دربھنگہ کے علی نگر بلاک میں واقع ایک گاؤں شیام پور شریف تشریف لائے۔ حضرت کی محبت آپ کے دل میں پہلے ہی سے جاگزیں

تھی، کیوں کہ ایک روشن چہرہ بارہا خواب میں دیکھا کرتے تھے، یہ بھی دیکھتے کہ دل انہیں کی طرف مائل ہوکر کھنچا جارہا، لیکن جب سرزمین شیام پور میں حضرت قبلہ پیر اختیار علی تشریف لائے تو بابا تاج الدین احمد کے دل کی دنیا بدل گئی جیسے ہی وہ رخ زیبا سامنے آیا بابا تاج چشتی کو اپنا خواب یاد آنے لگا اور وہ روشن چہرہ منعکس ہوکر آپ کے سامنے آگیا، عالم شباب ہی میں پیر و مرشد کی محبت کے گرویدہ و خوگر ہو چکے تھے، معشوق کی فہرست میں اس عاشق صادق کا نام پہلے ہی درج تھا اس لیے پیر اختیار علی کو حکم ہوا جاؤ اور قلب مرید کو گرماؤ، آپ کی قسمت کا ستارہ اوج ثریا کی بلندی پر پہونچا اور پیر روشن ضمیر آپ کے گھر تشریف لائے، ملاقات ہوئی مرشد کامل پر نظر پڑی، بنظر غائر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا، طالب و مطلوب روبرو ہوئے، اول وہلہ میں مرشد گرامی جان گئے کہ طالب ہونہار ہے، طالب و مطلوب کے دل متوجہ ہوکر مائل بکرم ہوئے، جس کے نتیجہ میں عشق کی ایسی چنگاری جلی کہ بابا تاج چشتی تاب نہ لا سکے، بے تاب ہوکر زار و قطار روتے روتے دیوانہ وار جاں نثار ہوکر مرشد گرامی کی قدموں سے لپٹ کر رونے لگے، جب ہوش آیا تو دست عاطفت پر بیعت قبول کر لی۔

بیعت ہونے کے بعد عشق کی دنیا میں بہار آئی، دل غنچے کے مانند چٹکنے لگے، عشق کا پھول کھلنے لگا، سوزش عشق میں دل جلنے لگا، پھر عشق و الفت کی ایسی آگ بھڑکی کہ وارفتگی کے عالم میں صبح و مساء اختیار علی، نور و ضیا اختیار علی، سکون قلب و جگر اختیار علی، دل کے مکیں اختیار علی، دنیا و دیں اختیار علی، ورد زباں اختیار علی، حتیّٰ کہ دم عیسیٰ، یدِ بیضاء اور حسن یوسف بھی مرشد گرامی کی ذات واحد میں پا لیا۔ ان کیفیت و کردار کی حقیقت صرف لفظ آرائی نہیں بلکہ حقیقت کی زبان ہے، عشق و الفت کی یہ داستان مبنی بر حقیقت ہے۔ کیوں کہ جب کوئی عشق

میں ماہر ہوجاتا ہے ذرہ ذرہ میں اسے معشوق ہی کی صورت نظر آتی ہے۔جب ایک عاشق عشق کی ایسی منزل پر پہونچ جائے تو بس ایک ہی دھن سوار ہوتی ہے۔

ہر گزنہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یعنی جس کا دل عشق سے زندہ ہوتا ہے اس کی موت ہرگز نہیں ہوتی، کیوں کہ ہمارا دوام دنیا کے جریدوں میں ثابت ہے۔

جب علوم روحانی کے استاذ کامل نے دیکھ لیا کہ شاگرد ذی وقار ہے، علوم ظاہری و باطنی سے فیضیاب ہوکر تمام مقامات طے کر چکا ہے تو نعمت عظمٰی سے بنفس نفیس ۷/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۳/ جنوری ۱۹۴۳ء کو خرقۂ و خلافت سے نوازا۔صابری رنگ میں اس طرح رنگ دیا کہ تادم وصال اس کا خمار نہ اتر سکا۔ع۔ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے دیار رسول ﷺ میں حاضری کی سعادت نے جان سوختہ کر دیا تھا، دربار رسول ﷺ میں استغاثہ و عریضہ پیش کر کے منظوری چاہی ، بارگاہ رسول ﷺ سے بلاوا آیا، اور ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء کو سفر حج کے لیے روانہ ہوئے، بارگاہ رسول ﷺ سے مستفیض ہوکر واپس آئے۔

عالم شباب میں حج کی سعادت نصیب ہوگئی تھی اس لیے بارگاہ رسول ﷺ سے کافی انسیت اور لگاؤ ہوگیا۔

جوانی کا عالم ، رنگ گورا،خوب صورت بدن،لمبا قد، پرنور چہرہ،بڑی آنکھیں،پتلی ناک،چمکیلی داڑھی،خوبصورت کاکل،سر پہ عمامہ،ہاتھ میں عصا،عمدہ شان ،عجیب کشش، جاذب نظر،سرگیں آنکھیں تھی۔چلتے تو ذاکروں کی بڑی جماعت ساتھ ہوتی،سارے ذکر الٰہی

میں مگن ہوکر " لاالہ الااللہ " کی صدامیں مصروف عمل ہوتے، " الااللہ " کے ضرب سے قلب گرم ہوتا، آواز اتنی پراثر ہوتی کہ سننے والا فطری طور پر الااللہ بول اٹھتا، سماں بندھ جاتا، پورا قافلہ ذکر کرتا ہواچلتا، یعنی ہر جگہ " لاالہ الااللہ " وردزباں رکھتے۔ عشق رسول ﷺ، آل رسول، بزرگان دین کی محبت کے دلدادہ تھے، جہاں بیٹھتے ان کا ذکر کرتے، ان کی خوبیوں کو بیان کرتے، کربلا کا ذکر کرکے رونے لگتے، آنکھیں سرخ ہوجاتی، اہل بیت اطہار اور بزرگوں کے خلاف کچھ سننا پسند نہیں کرتے، بس اسی پر ایمان تھا کہ اہل بیت کی محبت کے بغیر کوئی لاکھوں سال عبادت و ریاضت کرلے اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں مل سکتی۔ اور مولانا روم علیہ الرحمۃ کی اس رباعی کا خوب خوب چرچہ کرتے۔

کسے بغیر تولاّئے تو ولی نہ بود   بغیر مہر تو خورشید منجلی نہ بود

بہ ایں جہت کہ مقام تو از ہمہ اولیٰ   ضرور تست کہ نامت بجز علی نہ بود

آپ مریدوں کو تصور شیخ اور مراقبہ کی تعلیم کثرت کے ساتھ دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے طالبان خدا سن لو! حق تعالی نے اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے: "و ابتغو ا الیہ الوسیلۃ،، تصور شیخ اور عشق رسول اور وصال رب العالمین کی تعلیم میں یہ کلام زبان زد عام ہوتا۔ جسے خواجہ محمد حسن معشوق الہی مؤلف حقیقت گلزار صابری نے تحریر فرمایا ہے۔

مرشد کامل خدا کی داد ہے   یہ رسول پاک کی امداد ہے

مرشد کامل فنافی اللہ ہے   مرشد کامل بقاباللہ ہے

ہے نائب احمد آگاہ کا ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا

شیخ کامل مجمع انوار ہے شیخ کامل مخزن الاسرار ہے

شیخ کیا ہے شیخ ہے نور خدا شیخ کیا ہے شیخ ہے طور خدا

شیخ پیر باصفا کا نام ہے شیخ خضر رہنما کا نام ہے

شیخ کی صورت ہے نور مصطفیٰ شیخ کا معنیٰ ہے سرِّ مصطفی

بابا تاج چشتی کے خلیفہ سید بشیر احمد تاجی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" آپ نے فنائیت کا وہ مقام حاصل کر لیا تھا کہ جو زبان سے کہہ دیتے اللہ تعالی اپنے فضل سے پورا فرما دیتا، کوئی سوالی مجلس میں پہونچتا تو سوال کرنے سے پہلے ہی اشارہ اور کنایہ میں جواب پاجاتا، آپ کی اس ادا سے سوالی تو سوالی دیگر حاضرین بھی دم بخود ہو کر چشم حیرت سے دیکھنے لگتے، آپ کے بحر سخاوت سے ہزاروں سوالی حاضر ہو کر اپنی جھولی بھر کر جاتے، آپ کی روحانیت سے متأثر ہو کر بہت سے غیر مسلم بھی آپ کے معتقد تھے، ان میں سے کئی تو " لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ " پڑھ کر ایمان لے آئے، کچھ ایسے تھے جو نا مساعد حالات کے باعث اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کرتے لیکن چھپ کر نماز روزہ کرتے "۔

آپ کا اخلاق اتنا وسیع تھا کہ تمام مریدوں کو یکساں نگاہ سے دیکھتے، امیر ہو یا غریب سبھی کی دعوت بلا تامل قبول فرماتے، انکساری کا عالم یہ تھا ہر غریب شخص کی استطاعت کا خاص خیال فرماتے، گمراہ، بے دین، بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لا کر کلمۂ توحید کا خوگر بنایا، ایمان و اسلام

کی روشن کرنوں سے علاقوں کو منور فرمایا، مجلس میں کھانے کے واسطے جو بھی چیزیں آتیں اس میں بقدرے گزارہ لے کر لوگوں میں تقسیم فرما دیتے، حقوق والدین کی ادائیگی میں آپ کا نمونۂ عمل قابل تقلید تھا، باہر سے جب بھی گھر آتے سب سے پہلے والدہ ماجدہ کو سلام کرتے، ان کے قریب بیٹھ کر پرسان حال ہوتے، اپنے ہاتھوں سے بٹھا کر کھانا کھلاتے، والدہ ماجدہ بھی بیٹے کے درجات و مراتب سے آگاہ تھیں اس لیے بڑے احترام اور پیار سے پیش آتیں، اپنی مجلسوں میں والدین کی اہمیت بیان فرماتے، " وَبِالْوٰلِدَيْنِ اِحْسٰنًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْكِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهمَا قَوْلًاكَرِيْمًا "

اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

درج بالا آیتوں کی تفسیر اور مطلب بیان فرماتے، والدہ ماجدہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو خدمت کے امور پر آپ ہی مامور تھے، ایک ہی سبب کار فرما تھا۔ وہ تھا خوف الٰہی، فکر آخرت اور قرآن کریم کا مذکورہ بالا حکم۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا تذکرہ کرنا، بزرگوں کے واقعات بیان کرنا آپ کی مجلسوں میں عبادت کا جز مانا جاتا۔ لہذا محفل میلاد منعقد ہونے پر آپ کی کیفیت بدل جاتی، شام کو بیٹھتے تو ایک ہی نشست میں صبح کر دیتے، درود و سلام میں ایسا استغراق طاری ہوتا کہ کسی چیز کی فکر نہ ہوتی، نہ کھانے، نہ پینے کی، نہ سونے کی، تبلیغ دین

کی خاطر دور دور کا سفر فرماتے، جہاں آمد و رفت کے وسائل نہیں ہوتے وہاں پیدل ہی چلے جاتے، اس لیے کہ آپ ایمان و اسلام کی خاطر درویش جہاں گشت ہو چکے تھے۔

ایک جا رکتے نہیں عاشق بدنام کہیں   دن کہیں ، رات کہیں ، صبح کہیں ، شام کہیں

فن تصوف میں آپ نے کئی جامع شاہکار تصنیف فرمائی ہیں ان میں سے "مشعل راہ حق تین جلدوں میں ، انوار لطائف فریدی، ارشادات فریدی" مشہور و معروف ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے بہت سے لاینحل اور پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھ جاتی ہیں۔

شمس ثانی مخدوم حضرت بابا تاج الدین احمد چشتی فریدی صابری کی کرامت

آپ بہت تیز رفتار اور سریع السیر تھے، ایک مرتبہ آپ کے بڑے بھائی حکیم رئیس الدین صاحب کی صاحبزادی کی شادی ضلع بلیا کے ایک شریف خاندان میں ہونا طے ہوا، اس کے اسباب و وسائل کی فراہمی کے لیے آپ کا دربھنگہ جانا ہوا، آپ نے درزی کو خلعت اور جوڑے سلنے کے لیے دیا تھا درزی نے وقت پر کپڑا تیار نہ کیا، باراتی کے آنے کی تاریخ ہوگئی اور سات بجے شام کو باراتی کی آمد کا وقت متعیّن تھا، لیکن بابا تاج الدین احمد چشتی اس دن دربھنگہ ہی میں تھے درزی کے یہاں تاخیر ہونے کی وجہ سے آپ کی صبح ۹/ بجے والی ٹرین چھوٹ گئی جو جھنجھار پور ہو کے جاتی تھی، شام کو ۲/ بجے والی ٹرین پکڑ کر شیام پور آنا تھا لیکن ۲/ بجے والی ٹرین دو گھنٹے لیٹ تھی، دو گھنٹے بعد جب ٹرین کے چلنے کا ٹائم ہوا تو ٹرین چلنے کے لیے تیار ہوئی، لیکن اچانک رک گئی، سارے لوگ گھبرا کر ٹرین سے باہر آ گئے کہ کیا ہوا، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ٹرین کا انجن خراب ہو گیا ہے، اور یہ جانے کے قابل نہیں ہے۔ ادھر شام کو ٦/ بجے کا وقت ہو گیا اور ایک گھنٹے بعد باراتی آنے والی تھی اور آپ شیام پور شریف سے ١٨/

کوس کی دوری پر تھے ، آپ کے ساتھ سید اجمل حسین صاحب دھواروی سے آپ کی ملاقات ہوئی ،اس نے کہا حضور رک جائیے رات کو یہی ٹرین ۷/بجے راوانہ ہوگی اسی سے چلیں گے بابا تاج چشتی نے فرمایا کہ مجھے ابھی جانا ہے ، چلیے پیدل نکل چلتے ہیں ، اجمل صاحب سن کر گھبرا گئے اندھیری رات کو اتنا ساز و سامان لے کیسے جایا جاسکتا ہے کسی نے راستے میں لوٹ لیا تو کیا کریں گے ؟ بابا تاج چشتی نے فرمایا کہ کچھ نہیں ہوگا میرے ساتھ مرشد گرامی ، حضور صابر پاک ، حضور بابا فرید الدین گنج شکر کی عنایتیں ہیں کچھ نہیں ہوگا ، اور آپ اکیلے پیدل شیام پور کے لیے روانہ ہوگئے ، اجمل صاحب سوچنے لگے کہ آج ان کا بچنا مشکل ہے ، بہر حال اجمل صاحب صبح ہوکر اپنے گھر پہونچے ، اور بابا تاج چشتی کی خبر دریافت کرنے اور دعوت میں شرکت کی غرض سے شیام پور آئے اور پتہ کیا کہ بابا تاج چشتی آئے کہ نہیں ، لوگوں نے کہا کہ وہ کل باراتی کے آنے سے پہلے ہی ٦/ بجے آگئے تھے ، اجمل صاحب کے حیرت کی انتہا نہ رہی وہ محو حیرت ہوکر پوچھنے لگے حضور یہ کیسے ہوا؟ آپ کیسے پہونچے ؟ اس پر آپ نے مسکرا کر جواب دیا کہ بس اللہ تعالی نے کسی ذریعہ سے پہنچا دیا۔

جسم اطہر سے سبز اور سرخ رنگ کی روشنی کا نکلنا

شہر کلکتہ کے ایک مرید جناب عبد الحکیم صاحب نے ایک مرتبہ بابا تاج چشتی کو گھر آنے کے لیے مدعو کیا ، حضرت قبلہ نے دعوت قبول فرمالیا، وقت مقررہ پر عبد الحکیم صاحب کے یہاں آنا ہوا، ان کا شیشہ بنانے کا کارخانہ تھا، اسی کے اوپری منزل پر حضرت قبلہ کا قیام تھا، ایک بدمعاش نیتا عبد القدوس نامی اسی گھر کا پڑوسی ایک رات ۲/ بجے استنجا کرنے کی غرض سے بستر سے اٹھا اس کی نظر عبد الحکیم صاحب کے گھر پہ پڑی تو نیتا جی نے دیکھا کہ ایک سرخ

رنگ کی روشنی کمرے سے باہر نکل کر آسمان کی طرف جارہی ہے، نیتاجی سوچنے لگے ہوسکتا ہے کوئی لائٹ وغیرہ سیٹ کیا ہو، پھر اچانک نیتاجی دیکھتے ہیں ایک سفید روشنی آسمان سے اس کمرے میں داخل ہورہی ہے، اس غایت درجہ شوق نے دیکھنے پر مجبور کیا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ دیکھ لیا جائے۔ جب وہ حکیم صاحب کے کمرے پہ آیا تو اس نے دیکھا کہ سارے لوگ سورہے ہیں ایک جسم سے یہ سرخ روشنی پھوٹ رہی ہے اور آسمان سے سفید روشنی اسی جسم میں داخل ہورہی ہے، کچھ دیر یہ منظر دیکھ کر نیتاجی گھبرانے لگے، اور جاکر سو گئے، صبح ہونے کے بعد سارا قصہ معلوم کیا پتہ چلا کہ ایک بزرگ ہستی اس گھر پہ تشریف لائے ہوئے ہیں انہیں کے نورانی جسم کی برکت ہے، نیتاجی یہ حالات سن کر آپ کی شخصیت کے قائل ہوگئے، فرط مسرت سے جلوہ دیکھ کر اپنے برے کرتوتوں سے تائب ہوکر داخل سلسلہ ہوگئے۔

آپ کے خلیفہ سید بشیر احمد تاجی رحمۃ اللہ علیہ تاج السالکین میں رقم طراز ہیں:

آپ جہاں ایک طرف باکرامت بزرگ تھے وہیں دوسری طرف آپ کی نگاہ ولایت سے کتنے اصنام واوثام کے پجاری " لا الہ الا اللہ " کی ضرب حق سے اسلام کی دامن پناہ میں آگئے۔ چناں چہ ۲۷/ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ کو آپ کا سفر قلعہ گھاٹ شہر دربھنگہ میں ایک مرید حافظ محمد ولی کے گھر ہوا، ان کے دروازے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک غیر مسلم شخص ہلبیسر داس پاسبان کو تعلیم دیا کرتے تھے، وہ آپ کی بزرگیت سے خاصا متاثر تھا، آپ کی چند ہی دن کی تعلیمات میں اس کے دل کی دنیا بدل گئی، خیالات ونظریات تبدیل ہوگئے، جب آپ کا چہرہ دیکھتا تو گرویدہ ہوجاتا اور یہی کہتا کہ یہی وہ تقدس مآب صفت شخصیتیں ہیں جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے، آپ نے پہلے اسے کلمہ شریف یاد کرایا، آپ نے ہندی دوحہ میں

مفروضہ نمازوں کی تعلیم دے کر ٹریننگ کرائی، پھر اس نے آپ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ حضور میں آپ کی وجہ سے اسلام کا شیدائی ہو گیا ہوں ، مجھے نار دوزخ سے بچا کر اپنا بنا لیجیے، پھر حضرت بابا تاج چشتی کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔

آپ کی اولا میں پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں ۔ (۱) پیر طریقت، گل گلزار صابریت حضرت مسعود الدین احمد عرف غلام صابر صاحب ہیں، آپ والد ماجد کے خلیفہ ہو کر مسند سجادگی پر فائز ہوئے، سلسلہ کی تعلیمات کو عوام و خواص کے مابین پیش کیا، اور اس کی ترویج و اشاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑا (۲) رہبر شریعت، گل باغ طریقت حضرت نور الدین احمد صاحب ہیں جو ابھی خانقاہ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ، قادریہ، عالیہ شیام پور شریف کے موجودہ سجادہ اور گدّی نشین ہیں، جو بابا تاج الدین احمد چشتی سے مرفوع الاجازت اور صاحب خلافت ہیں، جن کی زندگی تقویٰ سے عبارت ہے، بابا تاج چشتی کی نقش قدم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ نے خدمت دین واسلام و سلسلہ کے حلقۂ مریدین کا کثرت سے سفر کیا ، اور ساتھ ہی ساتھ آپ نے بابا تاج چشتی کی خانقاہ کا توسیعی کام بھی بحسن و خوبی سرانجام دیا ،، ابھی بھی سلسلہ کی نشر و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں ۔(۳) ڈاکٹر شمس الدین احمد ناصح صاحب ہیں جو ایک قابل قدر، مہذب، تعلیم یافتہ ہیں آپ ابھی بہیرہ کالج کے پروفیسر ہیں ، آپ نے (LLB) کے ساتھ پی، ایچ، ڈی کی سند بھی حاصل کی ہے، مختلف علوم و فنون پر آپ کی اجارہ داری ہے، تحریر و تصنیف میں کافی دلچسپی ہے (۴) حضرت بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے وقت کے مست قلندر اور مجذوب شخص تھے، عالم جذب میں مست و بے خود رہتے، زباں پر صدائے توحید کے ساتھ نام نبی کا ورد کثرت سے ہوتا، ذکر جلی و خفی

میں استغراق کی کیفیت نے بار گاہ رب العلیٰ کا خوگر و گرویدہ بنا دیا تھا، جب وارفتگیٔ شوق غایت درجہ کو پہونچا تو جان مالک حقیقی کے سپرد کردیا۔(۵) آپ کے پانچویں صاحبزادے حضرت تقی الدین احمد صاحب ہیں جو نیک سیرت اور عمدہ خصائل و شمائل کے حامل ہیں۔

آپ کی اولاد و امجاد میں آپ کے نبیرہ حضرت قاری محفوظ الدین فرید چشتی فریدی صابری صاحب جو آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مسعود الدین احمد صاحب کے بیٹے ہیں، نہایت متحرک فعال، ماہر فنون اور شہنشاہ خطابت کے غازی بھی ہیں، آپ ہندوستان کے مختلف گوشوں میں جاکر اشاعت و تبلیغ کی راہ ہموار کررہے ہیں، ممبئی، کلکتہ آپ کی تحریر و تقریر کا خاص مرکز ہے، جہاں کے لوگ آج بھی آپ کی وعظ و نصیحت سے عقیدت کی دنیا آباد کیے ہوئے ہیں، آپ کی موئثر، پر مغز تقریر کے دلائل شکوک و شبہات کی ہزاروں گتھیاں سلجھا دیتی ہے، سننے والا دم بخود ہوکر گرویدہ ہوجاتا ہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد تقریباً بارہ کے قریب یا اس سے زیادہ ہے۔ لیکن آپ کے نامور خلیفہ حضرت سید مخدوم بشیر احمد تاجی، چشتی، فریدی، صابری دھمواری ہوئے۔

وفات: آپ اپنی زندگی کی بیاسی بہاریں دیکھ چکے تھے، لیکن دنیا کا قیدی پرندہ ہونے کی وجہ سے دل اچاٹ رہنے لگا تھا، حادث دنیا ہیچ نظر آنے لگی، علالت سببِ ظاہر بن گئی، بتدریج کھانا پینا بند فرما دیا، جمعرات کی شب تقریباً ایک بجے حالت زیادہ تشویشناک ہوگئی، سانس تیز چلنے لگی، آپ کے تمام صاحبزادے اور سید بشیر احمد تاجی آپ کی خدمت پر مامور تھے جو اس وقت آپ کا کپڑا مبارک بدل رہے تھے، وقت اخیر نے دستک دے دیا لیکن آپ

پر بے انتہا سکون طاری تھا، تھوڑی دیر بعد لب پر جنبش ہوئی، پھر کیا تھا ۶/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰/ مئی ۲۰۰۰ء شبِ جمعرات کو میزان عدل و انصاف پر سوار ہو کر اجل کے روحانی بستر پر دائمی نیند سو گئے اور یہ جان جان آفرینش کے حوالے کر دیا۔ اِنا للہ واِنا الیہ راجعون

حضرت سید شاہ مخدوم بشیر احمد تاجی چشتی فریدی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء کو دھموارہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید عظمت حسین عظمت ابن سید تصدق حسین ابن سید تصور حسین ابن سید نثار علی ہے۔ اور والدہ کا نام بی بی رسول باندی بنت سید کبیر الدین ابن سید جلال الدین تھا۔ والد ماجد سید عظمت حسین نے آپ کا نام سید تقی حسن رکھا اور نانا سید کبیر الدین نے سید بشیر الدین رکھا، بعد میں آپ نے اپنے پیر و مرشد کی نسبت سے بشیر احمد تاجی رکھ لیا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اس زمانے کے مشہور و معروف عالم باعمل صوفی باصفا مولوی احسن دھمواروی سے حاصل کیا۔ اس زمانے کے دیگر مشہور و معروف بزرگ اور ارباب علم و دانش سے اکتساب فیض کیا۔

ضلع اسکول دربھنگہ سے آپ نے مولوی خلیل الرحمن صاحب کے سایۂ عاطفت میں رہ کر حصول تعلیم کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے کالج کا رخ کیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ بی بی رسول باندی اپنے زمانہ کی عابدہ، زاہدہ، متقیہ، صوفیہ، اور پابند احکام شریعت و طریقت تھیں، آپ حضرت خواجہ پیر اختیار علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت تھیں۔ آپ کی پرورش و پرداخت ایسے خالص دینی گھرانے میں ہوئی جہاں ہمہ وقت ذکر الٰہی

کی صدا ئے باز گشت ہوتی رہتی تھی، اسلامی ماحول ،امن و شانتی کی پر بہار فضا میں ہوئی۔ والدین کے ساتھ ساتھ آپ کے نانا سید کبیر الدین (مرید خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ) کی شفقت خاص شامل حال رہی جن کی نظر عنایت اور توجہ خاص نے دین داری کا روح پھونک دیا تھا۔

حضرت سید مخدوم بشیر احمد تاجی چشتی بہشتی رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ زمانۂ طفولیت ہی سے پیر و مرشد سے بے پناہ عشق رکھتے تھے اور مرشد گرامی کی خدمت کے لیے آپ کی زندگی قربان تھی، اس لیے روحانی علوم و فنون، علاج و معالجہ، طبابت کے فن سے پہلے ہی آشنائی حاصل ہو چکی تھی، مرشد گرامی سے عشق رسول ﷺ، کا درس، خدمت بزرگاں کی تعلیم، آداب مرشد، محبت اہل بیت اطہار، ذکر و اذکار، مراقبہ، مشاہدہ، اوراد و وظائف کا حصول کر لیا تھا، اس لیے بچپنے ہی سے دنیوی امور سے دور رہے، کیوں کہ مرشد گرامی نے اس فانی دنیا سے استغنیٰ کا درس پڑھا دیا تھا، اس لیے فانی دنیا کا رعب غالب نہ ہوا۔ مرشد گرامی کی نظر عنایت نے عشق کی اوج ثریا پر پہونچا دیا تھا، ہر لمحہ، ہر لحظہ بس ایک ہی دھن سوار ہوتا کہ مرشد کے فرمان پر جان قربان کر دوں، اور حکم کی بجا آوری میں کوئی کسر نہ چھوڑوں۔

ذکر رسول ﷺ پر مچلنے لگتے، درود و سلام سن کر زار و قطار رونے لگتے، اہل بیت کا تذکرہ سن کر دل غم اور درد سے پارہ پارہ ہو جاتا، ذکر حسن و حسین پر ہچکی بندھ جاتی، آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہو جاتا، بزرگوں کا تذکرہ آپ کے محفل کی جان ہوتی، اسلامی تعلیمات پر مواظبت فرماتے، مراقبہ اور جذب کی حالت کثرت کے ساتھ طاری ہوتی۔

مرشد کی نگاہ کیمیا نے تمام علوم باطنی سے نواز کر بہرہ ور کر دیا تھا، ایک وقت ایسا بھی آیا کہ عشق کا شعلہ ایسا بھڑکا کہ اس شعلے نے فنافی الشیخ کا درجۂ اتم حاصل کرا دیا، تعلیم و تصوف میں کمال مہارت حاصل کی، آپ اکثر بعد نماز عشاء تھوڑی دیر آرام فرماتے، پھر بیدار ہو کر یاد الٰہی میں صبح صادق تک مشغول رہتے، عبادت الٰہی میں استغراق ایسا ہوتا کہ کھانا پینا بھی یاد نہ رہتا۔

آپ کے مرشد گرامی سیدنا تاج الدین احمد چشتی شمس ثانی خلیفۂ اکبر سید پیر اختیار علی رحمۃ اللہ علیہ نے آستانۂ خواجہ محمد حسین ثالث فرید محلہ لال باغ دربھنگہ پر بیعت و خلافت سے نوازا ۔وصال مرشد کے بعد آپ نے مکمل طریقے سے بیعت کرنے کا سلسلہ شروع کیا، پھر تو اس کے بعد حلقۂ بیعت و ارادت میں مریدوں کا ازدہام ہو گیا۔

آپ نے بزرگان دین سے اکتساب فیض کے لیے بڑی بڑی بار گاہوں کا سفر کثرت سے کیا ہے، بزرگوں کی محبت کی وجہ سے ایک مسافر ہی بن کر زندگی گزارتے، یہی وجہ تھی کہ غایت درجہ محبت و مودت نے حالت سفر ہی میں جام شہادت کا پیالہ آپ کو تھما دیا اور حالت سفر ہی میں جام عشق و محبت سے سیراب ہو کر اس دار فانی کو خیر آباد کہا۔ آپ پہلی بار ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء کو پاکپٹن شریف مرشد کامل کے ہمراہ گئے ۔اور وہاں آپ کے داد پیر حضرت پیر اختیار علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، اور قطب عالم، اغیاث ہند بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کرم سے مالا مال ہوئے۔ ان بڑی درگاہوں میں بشمولیت خاص والیٔ ہندوستان خواجۂ کل خواجگان سید خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء، سید شمس الدین ترک پانی پتی، رحمۃ اللہ علیہم، ان کے علاوہ سلاسل چشتیہ

،فریدیہ، صابریہ کے تمام اکابر اولیاء کی بارگاہ میں بحکم مرشد حاضر ہوکر فیض باطن سے مستفیض ہوتے رہے۔

آپ کے صاحبزادے اور خلیفہ سید بختیار حسن صابری، فریدی، چشتی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

" میرے دہلی رہتے ہوئے والد گرامی نے ۲۰۰۲ء سے لے کر ۲۰۰۵ء کے مابین کئی بار تبلیغ و ارشاد کی غرض سے دہلی تشریف لائے، مرشد کامل کی نگاہ کیمیا نے کامل بنا دیا تھا اس لیے آپ کے آتے ہی مریدوں کی قطار لگ جاتی، کثیر تعداد میں مریدین، محبین، علاج و معالجہ کے لیے مراجعت کرتے، فضل خدا سے آپ کی بارگاہ سے فیضیاب اور شفایاب ہوکر جاتے، کتنے بے اولادوں کو آپ کی دعائے خاص نے صاحب اولاد بنا دیا "۔

دہلی کے بزرگان دین سے آپ نے کافی فیض حاصل کیا ہے، چناں چہ آپ خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کے عرس میں بشمولیت خاص شرکت کرنے اور ساتھ ہی ساتھ دادا پیر سید اختیار علی علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک منانے کا اہتمام کرتے۔ اور عرس کی خصوصی محفل میں شرکت فرماتے۔ اس کے بعد رجب المرجب کی ابتدائی تاریخوں میں دربھنگہ کے لیے راوانہ ہوجاتے اور ۸/رجب المرجب کو عرس خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ میں شرکت فرماتے۔ بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری کے لیے آپ سفر کی صعوبتوں کو بھی مات دیدیتے، اکابر کی محبت رگ و پے میں سرایت تھی۔

آپ کی تبلیغ و ارشاد کا خاص حلقہ سرزمین دہلی میں سرائے کالے خان ہے، یہاں آپ کے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بہار، بنگال، یوپی، دہلی اور

دیگر صوبوں میں دین متین کی خدمات انجام دی ہیں۔ جس کا انکار کوئی بھی صاحب بصیرت نہیں کر سکتا۔

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جلدی داخل سلسلہ نہ فرماتے، اس کے لیے کثرت بسیار، تلاش و جستجو، تفحص و تحقیق کے بعد ہی داخل سلسلہ فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ کثرت مرید، یا کثیر تعداد میں مریدوں کو جمع کرنا یہ سود خواروں کا کام ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ جنت و دوزخ کی غرض سے عبادت کرنا شرک ہے اور اس آیت کی تفسیر کرتے " ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا "۔ یہ بھی بیان فرماتے کہ عوام کے لیے بہشت و دوزخ وہی ہے جو شریعت مطہرہ میں شارع علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے، اور طریقت میں خاص بزرگوں کے لیے وصال یعنی قرب اور مرتفع ہونا حجاب کا بہشت ہے۔

آپ کی زندگی سادگی، فقر و فاقہ، غربا پروری، خدمت خلق، زہد و استغنا، سمعت و شہرت سے اجتناب، دکھاوے اور ریا سے کوسوں دور، عبادت و ریاضت، شب بیداری اور تہجد گزاری کا مجموعہ تھی۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، آپ کے خاص مرید عبد الوحید تاجی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

آپ کے وصال کے تین روز بعد عشق اور زیارت کی تڑپ بہت بڑھ گئی، دل زیارت کو بے قرار ہونے لگا، ہر وقت، ہر سمت، نظریں آپ ہی کو تلاش کرتیں، دل میں خیال گزرا کہ بس ایک جھلک آپ کو دیکھ لوں، رات کا پہر تھا، اور میں بابو بختیار حسن کی خدمت پر مامور تھا،

لیکن میری نگاہ آستانۂ عالیہ پر ٹکی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ ایک نورانی مجسمہ، پیکر نورانیت میں ملبوس ہو کر مزار مبارک سے باہر کی جانب نکل کر گھر کی جانب آیا جہاں پہ ہم اور بختیار بابو موجود تھے، پھر میں نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھا کہ وہ نورانی مجسمہ گھر میں داخل ہوا اور اپنے دیدار سے مشرف فرما کر روپوش ہو گیا۔

وصال: وصال سے قبل آپ نے کچھ ایسے نقوش چھوڑے ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا کہ بزرگوں کو موت سے آگاہی دے دی جاتی ہے، چناں چہ آپ سفر وفات سے قبل مرشد گرامی حضرت بابا تاج الدین احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حاضر ہوئے، نگاہ حسرت سے مرشد کے تربت کی زیارت کی، فیض اور دعاؤں کے طالب ہوئے، مستفیض ہونے کے بعد دہلی کے لیے روانہ ہوئے، آپ سے جو کوئی بھی پوچھتا حضور کہاں جا رہے ہیں ؟ تو آپ فرماتے کہ بس آ رہا ہوں، یہ کہہ کر مریدوں کو تسلی دیتے۔ دربھنگہ سے آپ ٹرین میں سوار ہو کر دہلی کے لیے روانہ ہوئے، جب دہلی کے قریب ہوئے تو آپ چوں کہ سفر کے غازی تھے اچانک زندگی نے رخ موڑ لیا، اور بیر اسٹیشن غازی آباد میں اترنے کی کوشش میں پاؤں پھسل گیا اور آپ زمیں بوس ہو گئے جس کی وجہ سے حالت غیر ہو گئی، بس ایک ہی جھٹکے میں خالق حقیقی سے جا ملے، اور رب کی دی ہوئی امانت رب کے سپرد کر دی۔ ادھر آپ کے صاحبزادے سید بختیار حسن اور خاص مرید محمد رضوان عرف ملتان، غلام غوث رضا، حفظ الرحمن مرحوم صاحب ہیں جو کہ دہلی اسٹیشن پہ انتظار کر رہے تھے کہ مرشد گرامی آجائیں تو استقبال کروں لیکن یہاں آنے سے پہلے ہی فرشتے جام شہادت کے ساتھ شہادت نامہ لے

کر کھڑے تھے، کہ وہ شہید آجائے تو انہیں ان کی امانت سونپ دوں۔ لیکن کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ والد گرامی وصل مولی میں جان قربان کر چکے ہیں، پھر حلقۂ مریدین میں کہرام اور صف ماتم بچھ گیا، جلدی سے آپ کی نعش مبارک کو مریدوں کے مابین سرائے کالے خان لایا گیا، یہاں پہ مریدوں کا جم غفیر ایک جھلک چہرۂ مرشد کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھا، سوختہ دل مریدین کے مابین سے حضرت کو دربھنگہ کے لیے لایا گیا، پھر دربار مرشد میں لاکر حاضری دلایا گیا، بارگاہ مرشد بابا تاج الدین احمد چشتی شیام پور شریف میں آپ کے صاحبزادہ سید بختیار حسن صابری نے غسل دیا۔ پھر آپ کے نعش مبارک کو جنتی دولہا بناکر دھموارہ لایا گیا۔ رات کا پہر ہونے کے بعد بھی عوام و خواص کا جم غفیر اور ٹھاٹھیں مار تا ہوا مجمع آپ کے اخلاص و عقیدت کی گواہی دے رہا تھا۔ اور آپ کا جنازہ سید مسعود الدین احمد عرف غلام صابر چشتی صابری نے پڑھایا۔ جہاں آپ کا مزار مبارک ہے وہ جگہ سید مسعود الدین کے حکم سے آپ کے مرید خاص عبدالوحید تاجی، سید شمسی نظامی، اور آپ کے اہل خاندان نے منتخب کیا اور آپ کی تجہیز و تکفین کے معمولات کو سرانجام دیا۔

جہاں پر آپ کی تجہیز و تکفین ہوئی اس جگہ پر نہ جانے کتنے اللہ تعالی کے متبرک ولیوں کے قدم ناز پڑ چکے ہیں، جہاں آپ کا مزار مبارک ہے بعینہ اسی جگہ پہ سیدنا مرشدنا حضرت خواجہ محمد حسین ثالث فرید، خواجہ مظہر فرید، پیر سید اختیار علی، ، بابا تاج چشتی تشریف لاکر فیضیاب فرما چکے ہیں۔

سید بختیار حسن صابری صاحب قبلہ اپنا خواب بیان کرتے ہیں: میں بچپن سے ہی وہ جگہ دیکھا کرتا کہ وہاں پہ ایک مزار مبارک ہے، حضرت والد صاحب قبلہ کی تدفین و تکفین کے بعد اس

خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آگئی۔ اور اس آیت کے مصداق ٹھہرے۔" فلا اقسم بواقع النجوم "

ابن عربی نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ سے مراد اللہ کے ولیوں کا مزار مبارک ہے۔ کیوں کہ ستارے ڈوبتے نہیں بلکہ سورج کی روشنی میں چھپ جاتے ہیں اسی طرح اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ظاہر دنیا سے وصال کر جاتے ہیں۔

آپ کا وصال ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۷/ جون ۲۰۰۵ء کو دہلی میں ہوا، پھر یہاں سے نعش مبارک کو دربھنگہ لایا گیا، اور علی نگر بلاک کے دھموارہ گاؤں میں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اِنا للہ واِنا الیہ راجعون

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے، حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے۔

سید بختیار حسن صابری چشتی فریدی (حی القائم)

آپ کی ولادت باسعادت ۱۵/ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ مطابق ۵/ مارچ ۱۹۷۷ء کو بروز سنیچر علی نگر بلاک کے سرزمین دھموارہ میں ایک دیندار سادات گھرانے میں ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام دادا پیر بابا تاج چشتی نے بختیار حسن وکیل رکھا جس کا عدد ۱۳۹۷ھ ہوتا ہے، اور داد سید عظمت حسین نے آپ کا نام مثنیؒ چشتی رکھا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت، قرآن مقدس کی تعلیمات والدین کریمین سے حاصل کیا، بعدہ کالج سے (BSC) کی ڈگری حاصل کی۔ والد بزرگوار سے بچپن ہی میں جذب، شوق الٰہی، اورادو

وظائف، خدمت بزرگاں کی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ آپ کم عمری ہی میں بابا تاج چشتی سے شرف بیعت حاصل کر چکے تھے۔

آپ کی زندگی کا محور و مرکز، محبوب نظر، منبع عقیدت، آماجگاہِ حقیقت، بابا تاج چشتی کی ذات تھی، آپ خود کو بابا تاج چشتی کا غلام، آپ کی خاکِ پا تصور کرتے ہیں، آپ کی تعلیمات اور محبت و عقیدت میں جان نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، تعلیمی وقت سے فرصت کے بعد آپ کا بیشتر وقت بابا تاج چشتی کی بار گا میں خدمت کر کے گزر تا۔ اور آپ ہی کی نگاہ کیمیا نے آپ کو معرفت وطریقت کا سلیقہ عطا کیا ہے۔ مرشد گرامی کی محبت اس قدر سرایت کر گئی ہے کہ آپ ہر لحظہ، ہر محفل، ہر مجلس میں ایک ہی دھن گاتے۔

میرے رگ رگ میں بسَت ہیں تاج پیا میری زندگی میں بہار انہیں سے ہے

آپ مخدوم سید بشیر احمد تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، سید بشیر احمد تاجی چشتی صابری نے آپ کو ۲۵/ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴/ مئی ۲۰۰۴ء کو بروز پیر بیعت و اجازت، خلافت، دستار و جبہ اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ ۱۴/ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۷/ فروری ۲۰۱۱ء کو آستانہ صابر پاک کلیر شریف میں پیر روشن ضمیر خواجہ عابد فرید چشتی صابری پاکپٹنی (پنجاب پاکستان) نبیرہ پیر اختیار علی چشتی نے خلافت نامہ تصدیق مہر کے ساتھ عطا فرمایا، مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک کے پائتانے میں بحالت قیام سر پر عمامہ و دستار باندھ کر فرمایا: اے بختیار! آپ لوگوں کو داخل سلسلہ کیا کرو، یہ تیرے نہ میرے بلکہ سب گنج شکر کے ہیں، اور میں تمھاری خاطر مخدوم پاک کے بلاوے پر حاضر ہوا ہوں۔

آپ کا نکاح ۱۴/۱۴ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۲۰۱۱ء بروز جمعرات سادات پور سیوان کے مشہور و معروف گھرانہ الحاج سید عرفان الحق صاحب قادری کی صاحبزادی سے ہوا، آپ کا نکاح پیر طریقت حضرت سید عبد المالک رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

آپ کے دادا پیر سیدنا تاج الدین احمد چشتی اور والد ماجد سید بشیر احمد تاجی کے نقش قدم پر چل کر حلقۂ مریدین میں بکثرت سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لیے جایا کرتے ہیں، والد گرامی کی خانقاہ کا توسیعی کام آپ نے بحسن و خوبی سرانجام دیا ہے، کیوں کہ والد بزرگوار کے میکدۂ عشق سے آپ نے کافی جام محبت نوش کیا ہے۔ اللہ تعالی حضرت کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

مصادر و مراجع

(۱) سیر الاولیا مترجم غلام احمد بریاں مؤلف سید محمد بن مبارک کرمانی

(۲) حقیقت گلزار صابری مؤلف خواجہ محمد حسن معشوق الٰہی رامپوری

(۳) انوار لطائف فریدی مؤلف بابا تاج چشتی شیام پوری

(۴) تاج السالکین مؤلف بابا بشیر احمد چشتی دھمواروی

(۵) حیات شیخ العالم مؤلف مبین احمد فاروقی رودولوی

(۶) نقوش علی نگر مؤلف غلام فرید

(۷) سیرت خواجہ غریب نواز مؤلف عبد الرحیم صاحب قادری

(۸) نور واحدیت مؤلف پیر غلام صابر

(۹) نور وحدت مؤلف غلام دستگیر صابری

حمد باری تعالیٰ

تجھے ذات لم یزل نے بڑا ذی حشم بنایا
تجھے لم یلد نے شان عرب وعجم بنایا

بڑا محتشم بنایا بڑا محترم بنایا
وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

میرا دل تیرا فدائی میری جاں تیرے حوالے
تیری شان ہے نرالی تیرے مرتبے نرالے

تو ہے غیب دان تجھ میں کوئی عیب کیا نکالے
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے

سبھی میں نے چھان ڈالے، تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا، تجھے حمد ہے خدایا

نہ ملے گا بزمِ کن میں نہ ملے گا سوئے محفل
ہے جہاں کا جو مسافر ہے وہیں پہ اس کی منزل

یہی بول اٹھا مبارک میرے عشق کا موکّل
ہمیں اے رضاؔ تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا، تجھے حمد ہے خدایا

نعت رسول مقبول، عظمت رسول ﷺ بقلم محمد سلمان فریدی مصباحی بارہ بنکوی

آؤ تمہیں بتائیں فضیلت رسول کی
سب سے بڑی ہے خَلق میں عظمت رسول کی

افضل ہے ہر نبی سے نبوت رسول کی
فخرِ رُسُل ہوئی ہے رسالت رسول کی

جیسے کہ زندگی کے لیے لازمی ہے سانس
ایسے ہی دہر کو ہے ضرورت رسول کی

سکہ انہیں کا چلتا ہے دونوں جہاں میں
ہر شی پہ تا ابد ہے، حکومت رسول کی

قدرت ہزار بار کرے گی اسے ذلیل
کوئی کرے گا جب بھی اہانت رسول کی

ان کو گھٹانے والے ذرا والضحٰی پڑھیں
ہے سوئے اوج ہر گھڑی رفعت رسول کی

ہو گا بجھے دِیوں کی بغاوت سے کیا اثر / کرتے ہیں مہر و ماہ، اطاعت رسول کی
واللہ یعصمک ہے ہر دور میں گواہ / اللہ کر رہا ہے حفاظت رسول کی
اُن کا وجود پاک ہے دست فنا سے دور / ہے تا ابد، حیات، سلامت رسول کی
ہوں گی نہ کامیاب، اندھیروں کی سازشیں / ہم کو اجالا دیتی ہے سیرت رسول کی
تصدیق جس نے کر دی وہ صدیق بن گیا / کتنی ہے بے مثال صداقت رسول کی
دنیا ہزار لائے عقیدت پہ بندشیں / ہو گی نہ کم دلوں سے محبت رسول کی
اس کو دوام مل گیا، جس نے عمل کیا / زندہ ہر ایک ایسی ہے سنت رسول کی
ترمیم کے اندھیرے کوئی لا نہ پائے گا / تابِندہ حشر تک ہے شریعت رسول کی
جب بھی چلیں گی ظلم و تشدد کی آندھیاں / برسے گی کائنات پہ رحمت رسول کی
سب قُرب و بُعد میرے نبی کی پہنچ میں ہے / ہر شی کو سن رہی ہے سماعت رسول کی
شاہی کسی کو دی تو کسی کو قلندری / حسبِ طلب ہے سب پہ عنایت رسول کی
تاثیر کتنی ہو گی پھر ان کی زبان میں / جب چیر دے قمر کو اشارت رسول کی
سارے فصیح، سن کے جسے بے زباں ہوئے / ہے لازوال اب بھی فصاحت رسول کی
ان سے کبھی، کوئی بھی، نہ آنکھیں ملا سکا / حاوی تھی سب پہ ایسی، وجاہت رسول کی
رحمت کے قافلے وہاں اب بھی اترتے ہیں / جس جس جگہ ہوئی تھی اقامت رسول کی
قربان اس نظر پہ زمانے کی عظمتیں / جس کو ہوئی نصیب زیارت رسول کی
جس وقت دیں گے سارے نبی حشر میں جواب / ایسے میں کام دے گی شفاعت رسول کی
ممکن نہیں احاطۂ اوصاف مصطفیٰ / ہے ماورائے عقل حقیقت رسول کی

سایہ بھی جب خدا کو گوارہ نہیں ہوا　　کاغذ پہ کیسے آئے گی صورت رسول کی
الزام جو لگاتے ہیں آقا پہ ظلم کا　　وہ جانتے نہیں ہیں وجاہت رسول کی
سوچو کہ پھر نبی ہیں میرے کس قدر بلند　　کرتی ہے جب بلند، عقیدت رسول کی
چلتا رہے گا یوں ہی فریدیؔ میرا قلم　　کرتا رہوں گا مر کے بھی مدحت رسول کی

نعت پاک مصطفی ﷺ بقلم بابا تاج الدین احمد چشتی فریدی صابری رحمۃ اللہ علیہ

جمال مصطفی پر میں فدا ہوں　　نبی کی جستجو میں لٹ گیا ہوں
نگاہ لطف سے دیکھوں اے مولی　　کہ مرض ہجر میں میں مبتلا ہوں
نہیں کچھ خواہشیں خلد بریں میں　　فقط میں شیفتہ شاہ ہدیٰ ہوں
خدارا خواب میں ہو مجھ کو رویت　　کہ مدت سے میں تیرا آشنا ہوں
غلامی پنجتن کی ہو نصیب اب　　میں حاضر آستانہ پر ہوا ہوں
نہیں ہے روز محشر ہمیں کچھ خوف　　کہ میں محو لقائے کبریا ہوں
نہ کیوں ہو ناز مجھ کو تاجؔ چشتی　　نبی کے در کا اب تو میں گدا ہوں

نغمۂ عقیدت از قلم: سلمان فریدی مصباحی مسقط عمان

تاجدار اقلیمِ ولایت، شہسوار میدان شجاعت،　　مولائے کائنات، حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
یا علی شیر خدا تیری امامت کو سلام　　تاجدار عشق و عرفاں تیری عظمت کو سلام
تیرا گھر ہے جنتی افراد کی آماج گاہ　　حیدر کرّار تیری آل و عترت کو سلام
مصطفیٰ کی پیاری شہزادی تیرے گھر کی بہار　　والدِ حسنین، تیری شان و شوکت کو سلام
ہے لقب تیرا امام مشرقین و مغربین　　اے امیر المومنیں، تیری خلافت کو سلام

تھے شب ہجرت، نبی کے بستر اطہر پہ آپ | پر خطر ماحول میں سونے کی ہمت کو سلام
کر دیا قرباں، محبت پر نماز عصر کو | اس ادائے عشق، تقدیم محبت کو سلام
تیرے جلووں سے منور ہیں چراغ اولیا | فاتح خیبر، تیری بزم طریقت کو سلام
آپ ہیں دروازۂ شہر علوم مصطفیٰ | آپ کی فکر و فراست، علم و حکمت کو سلام
تجھ میں ہے ”من کنت مولیٰ“ کا نشان امتیاز | اے مرے مولیٰ علی، تیری ولایت کو سلام
کون سا غزوہ ہے جس میں تیری جاں بازی نہیں | دین حق کے واسطے تیری حمایت کو سلام
ایک شعلہ ہے دماغ شان پیغمبر میں تو | مصطفیٰ کے عشق میں تیری جلالت کو سلام
ذوالفقار حیدری برسے پھر اہل کفر پر | تیرے صدقے ہم کریں پھر اپنی نصرت کو سلام
نام سے تیرے لرز جاتا ہے باطل آج بھی | شیر یزداں، تیری ہمت، تیری جرأت کو سلام
غیرت عشق نبی میں تیرے جوہر بے مثال | یا علی مشکل کشا تیری سیادت کو سلام
آیت تطہیر کا صدقہ فریدؔی کو ملے | اے حبیب مصطفیٰ تیری طہارت کو سلام

منقبت در شان شہنشاہ ولایت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، بقلم سید عظمت حسین دھمواروی

ایسی کوئی بتا دو تدبیر غوث اعظم | بن جائے میری بگڑی تقدیر غوث اعظم
پایا سبھی نے حصہ دربار سے تمھارے | باقی یہی گدا ہے یا پیر غوث اعظم
مشکل میں نام نامی جس نے لیا تمھارا | مشکل ہوئی وہ آساں یا پیر غوث اعظم
اک پل میں مشکلوں کو کرتے ہیں حل جہاں کی | پھر میرے حق میں کیوں ہے تاخیر غوث اعظم
بے کس ہوں اور عاجز مجبور ناتواں ہوں | ہے حال دل کی میری تفسیر غوث اعظم
للہ ہم پہ کیجے چشم و کرم کی شاہا | حرص و ہوا کی جکڑے زنجیر غوث اعظم

عالم ہو جان کنی کا کلمہ پڑھوں نبی کا — پائے نبی پہ سر ہو یا پیر غوث اعظم
بندوں میں تیرے بندہ عظمتؔ بھی ہے تمھارا — محشر میں بخشوانا یا پیر غوث اعظم

سلطان الہند خانوادۂ چشت اہل بہشت، معین الملۃ والدین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

خواجۂ خواجگاں معین الدیں — فخر کون و مکاں معین الدین
سرِّ حق راہیاں معین الدیں — بے نشاں رانشاں معین الدین
مظہر و جلوہ گاہ نور قدم — آفتاب جہاں معین الدین
مرشد و رہ نمائے اہل صفا — ہادیٔ انس و جاں معین الدین
عاشقاں رادلیل راہ یقیں — سرِّ راہ گماں معین الدین
خواجۂ لامکاں وقدس مقام — آسماں آستاں معین الدین
قرب حق اے نیازؔ گر خواہی — ساز وردِ زباں معین الدین

منقبت در شان ہندالولی سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بقلم سلمان فریدی مصباحی

بحمد اللہ نامِ خواجۂ ذیشان زندہ ہے — عطائے مصطفیٰ کا چشتیہ ایوان زندہ ہے
نچھاور ہو رہے ہیں رات دن آ آ کے پروانے — چراغ عظمت ہندالولی ہر آن زندہ ہے
جہاں پر سو برس تک لوگ جی پاتے ہیں مشکل سے — وہیں پر آٹھ صدیوں سے مرا سلطان زندہ ہے
بتاتا ہے در اقدس پہ دیوانوں کا یہ مجمع — کہ اب بھی اولیا کی ذات کا عرفان زندہ ہے
نبی کے شہر کی خوشبو ہے اجمیری فضاؤں میں — جبھی تو ہند کا ہر صاحب ایمان زندہ ہے
بزرگوں کی عقیدت میں جبینیں جب تلک خم ہیں — زمانے میں ہماری قوم کی پہچان زندہ ہے
عطائے سید کونین کے چشمے ابلتے ہیں — علیِ مرتضیٰ کے لال کا فیضان زندہ ہے

اُسی کاسے کا صدقہ ہیں ہمارے سب اناساگر ۔۔۔ اُسی ابر کرم سے سارا ہندوستان زندہ ہے
سمٹ سکتا ہے اب بھی ظلم کے تالاب کا پانی ۔۔۔ سنو، اے ظالمو، اب بھی وہی امکان زندہ ہے
جہاں ہر دور میں شاہوں نے اپنے سر جھکائے ہیں فقیری میں شہنشاہی کی ایسی شان زندہ ہے
نہیں اس آستاں پر امتیازِ مذہب وملت ۔۔۔ محبت بٹ رہی ہے عظمت انسان زندہ ہے
جو یک مصرعہ بھی ہو جائے قبول خاطر اقدس ۔۔۔ فریدیؔ میں یہ سمجھوں گا مرا دیوان زندہ ہے

منقبت در شان خواجہ قطب الدین اور بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، جانشین غریب نواز

تو جانشین خواجہ یا بختیار کاکی ۔۔۔ مٹھی میں دین و دنیا یا بختیار کاکی
ہے اختیار تجھ کو موت و حیات پر ۔۔۔ کوئی نہیں ہے تجھ سا یا بختیار کاکی
جو جام معرفت کا اجمیر سے ہے جاری ۔۔۔ اس پر ہے تیرا قبضہ یا بختیار کاکی
ہے تیرے ہی قدم سے دہلی ریاض رضواں ۔۔۔ تو خسروئے زمانہ یا بختیار کاکی
موجودؔ منتظر ہے تیری عنایتوں کا ۔۔۔ کر پار اس کا بیڑا یا بختیار کاکی

منقبت در شانِ فریدِ دین وملت، گل گلزار چشتیت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ

تاجدار محفلِ اہل نظر، گنج شکر ۔۔۔ کاروان اہل حق کے راہبر گنج شکر
آج بھی جس سے معطر ہے مشام کائنات ۔۔۔ باغ چشتی کے گلاب معتبر، گنج شکر
آپ کی بندہ نوازی، راحت خلق خدا ۔۔۔ آپ کا کردار ہے ناز بشر، گنج شکر
آپ نے ہم کو دیا میٹھی نمازوں کا شعور ۔۔۔ اب بھی جاری ہے وہ تقسیم شکر، گنج شکر
دست عیسیٰ کی جھلک تیری مسیحائی میں ہے ۔۔۔ قدرتی دار الشفا ہے تیرا گھر، گنج شکر
اہل ملت پر تیری ماں کا بڑا احسان ہے ۔۔۔ قوم کو بخشا، ترے جیسا پسر، گنج شکر

تیرے در سے بٹ رہا ہے سید بطحا کا فیض
تیرا لنگر عام ہے ہر ایک پر گنج شکر

شیخ قطب الدین کا آئینہ ہے تیری حیات
شوکتِ خواجہ ہے تجھ میں جلوہ گر، گنج شکر

صابر کلیر کو تجھ سے روشنی ایسی ملی
بن گئے تیرے فلک کے وہ قمر گنج شکر

ہے وظیفہ اہل دل کا "حق فرید" "یا فرید"
جس سے روشن ہے غلاموں کے جگر، گنج شکر

آپ سے شاداب ہیں میری تمناؤں کے باغ
کیجیے پھل دار، میرے بھی شجر، گنج شکر

تو سراپا ناز اور میں سراپا دھول ہوں
زیر سے کر دو مجھے بھی اب زبر، گنج شکر

تیری فطرت میں ہے "لاخوف علیھم" کا جمال
ظلمت غم میں ہے تو مثلِ سحر، گنج شکر

تیری نسبت کا تخلص، ہے فریدیؔ کا جمال
کم نہ ہو گا عمر بھر، حسن ہنر، گنج شکر

منقبت در شان فنافی اللہ، بقاباللہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

پلا دے ساقی پیمانہ علاؤالدین صابر کا
بنا دے مجھ کو مستانہ علاؤالدین صابر کا

مزار صابری روشن ہے شمع کی حقیقت سے
کہ ہے ہر شخص پروانہ علاؤالدین صابر کا

نہ ملتی دولت عالم دلایا ان کی الفت نے
کہ یاری حق کا یارانہ علاؤالدین صابر کا

دکن کیا اور کیا بنگال کیا پنجاب کیا پورب
ہوا ہر مُلک مستانہ علاؤالدین صابر کا

ہر ایک عشاق کو مد ہوشیاں رہتی ہیں دم دم میں
کہ جلسہ ہے حسینانہ علاؤالدین صابر کا

میں جان و دل سے ہوں شیدا علاؤالدین صابر کا
بنا پھرتا ہوں متوالا علاؤالدین صابر کا

ہزاروں اولیاء اللہ آتے ہیں زیارت کو
جہاں میں شور ہے ہر جا علاؤالدین صابر کا

تمنا ہے یہی دل میں کہ دیکھوں روضۂ انور
ہوا ہے سر میں اب سودا علاؤالدین صابر کا

زباں سے کیا کروں ظاہر کہ مجھ سے ہو نہیں ہو سکتا
وہ عالی شان ہے رتبہ علاؤالدین صابر کا

تڑپتا ہے دلِ ناشاد قابو میں نہیں آتا ۔۔۔ دکھا یا رب رخِ زیبا علاؤالدین صابر کا

منقبت در شان علاؤالدین علی احمد صابر کلیری بقلم حضرت مولانا شاہ عظمت علی رحمۃ اللہ علیہ

اے منبع سرِّ نبوت ہم ولایت حیدری ۔۔۔ اے آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیری

اے از بشانت کنت کنزالی مع اللہ دائما ۔۔۔ اے تاجدار من رانی بادشاہ دلبری

اے فخر جملہ خواجگاں خاصِ فریدالدیں ولی ۔۔۔ اے از جمالِ شمس تو، تاباں طریق صابری

مطلوب جان عاشقاں محبوب رب العلمیں ۔۔۔ دریائے فیضان خدا ہم در خفی وظاہری

سلطان جملہ صابری برہان جملہ قادریں ۔۔۔ اے بود وجودِ عارفیں واللہ ندارے ہمسری

اے صد ہزاراں نازنیں و مہ جبیں آمد پدید ۔۔۔ لیکن اندر حسن و خوبی تو عجب نادر تری

مانند تو اندر میاں پیدا نہ شد کس در جہاں ۔۔۔ وصف نہ گنجد در بیاں حقا عجائب مظہری

ماعاشقانت بر درت باصد فغاں نعرہ زباں ۔۔۔ اے از غیاب بے کساں ظل ہمایوں گستری

اے بادشاہ ذوالعطا بحر کرم کان سخا ۔۔۔ جائے بدہ مستی نما از خود درم تا یکسری

مسکین عظمت بے نوا در عشق حافظ مبتلا ۔۔۔ بہر خدا رویم نما از لطف بندہ پروی

منقبت در شان شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ بقلم شاہ حیات احمد احمدی

مطلوب دل مقصود جاں مخدوم عبدالحق توئی ۔۔۔ آرامِ جانِ سالکاں مخدوم عبدالحق توئی

اے در خطر ما را سپر در نیم شب ما را سحر ۔۔۔ ہم دستگیر بے کساں مخدوم عبدالحق توئی

فخر جلال الدیں توئی، سرِّ علاؤالدیں توئی ۔۔۔ آئینہ دارِ گل رُخاں مخدوم عبدالحق توئی

انعام آوارہ علی یعنی دعائے حیدری ۔۔۔ آمد ندا، از لامکاں مخدوم عبدالحق توئی

محو جمال ایزدی عکس حیات احمدی ۔۔۔ ممتاز خیل چشتیاں مخدوم عبدالحق توئی

منقبت در شان خواجہ محمد حسین ثالث فرید رحمۃ اللہ علیہ بقلم مولوی احسن دھمواروی

ہادیٔ بے مثال محمد حسین ہیں — مقبول ذوالجلال محمد حسین ہیں
بابا کے نور دیدہ جگر گوشۂ معین — صابر علی کے مآل محمد حسین ہیں
ملتا ہے فیض ان کو جو کرتے ہیں یا انہیں — کیا صاحب خیال محمد حسین ہیں
کرتے سبھوں پہ رحم و کرم عام ہے یہ فیض — کیا احمدی خصال محمد حسین ہیں
کس کے ہو تم غلام ذرا غور تو کرو — گنج شکر کے لال محمد حسین ہیں
واقف اسرار پنجتن نور چشم بتول — محمد مصطفی کے آل محمد حسین ہیں
علی مرتضی کے لاڈلے اور جان حسین — محبوب ذوالجلال محمد حسین ہیں
بخشائیں گے مریدوں کو محشر میں وہ ضرور — مختار کردگار محمد حسین ہیں
جمشید کو وہ آنکھ لگاتے نہیں کبھی — جو لوگ بادہ خوار محمد حسین ہیں
کس طرح ہو مقابل ہمارے کوئی رقیب — ہم خوش نوا ہزار محمد حسین ہیں
ملا عشق و محبت کا ان سے جام — میرے داروئے آزار محمد حسین ہیں
احسنؔ پہ نگاہ کرم کیجیے حضور — مدت سے جاں نثار محمد حسین ہیں

منقبت در شان بابا تاج الدین احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیام پور بقلم بابا بشیر چشتی

سدا مجھ کو تصور ہے تاج الدین احمد کا — وظیفہ نام بہتر ہے تاج الدین احمد کا
کمال حسن ربانی جمال نور رحمانی — مثالی ہے رخِ انور تاج الدین احمد کا
شفیق اول و آخر رفیق ظاہر و باطن — سہارا روز محشر ہے تاج الدین احمد کا
شراب معرفت پینا جو چاہے کوئی بشریارو — چلا آئے کھلا در ہے تاج الدین احمد کا

جسے خواہش ہو قرب وصل اے ہمدم — وہ دیکھے روئے انور جا کے تاج الدین احمد کا

مریض ناتواں کا مونس و ہمدم نہیں کوئی — شفاخانہ کھلا ہے آج بھی تاج الدین احمد کا

سگ دربار عالی ہوں مقدر کا دھنی ہوں میں — بشیؔر اب تصویر پیکر ہے تاج الدین احمد کا

شجرۂ چشتیہ فریدیہ صابریہ

السلام اے نور ذات کبریا — السلام اے تاجدار انبیاء

السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے سرورِ سلطانِ دین

السلام اے شافع روز جزا — سید عالم محمد مصطفیٰ

السلام اے حضرت مولیٰ علی — افتخار ہر نبی و ہر ولی

السلام اے مرتضیٰ مشکل کشا — حیدر و صفدر امام اولیاء

السلام اے خواجہ بصری حسن — السلام اے عبد واحد نیک تن

السلام اے شاہ فضیل وفضل وجاہ — السلام اے خواجہ ابراہیم شاہ

السلام اے شاہ حذیفہ مرعشی — السلام اے شاہ امین الدین جی

السلام اے خواجہ ممشاد حق — السلام اے اسحاق وامدادِ حق

السلام اے شاہ بو احمد ولی — السلام اے بو محمد بُردَلی

السلام اے ناصر الدین الہ — السلام اے خواجۂ مودود شاہ

السلام اے شاہ شریفِ زندنی — السلام اے خواجۂ عثمان ہارونی

السلام اے خواجہ کل خواجگاں — شاہ معین الدین سلطان جہاں
السلام اے قطبِ اقطاب زمن — شیخ قطب الدین نور پنجتن
السلام اے خواجہ گنج شکر — فردِ عالم بادشاہ بحر وبر
السلام اے شاہ علاؤالدین علی — السلام اے شمس الدین پانی پتی
السلام اے شاہ جلال الدین پیر — السلام اے عبدالحق روشن ضمیر
السلام اے عارف دین متین — السلام اے شاہ محمد شیخِ دین
السلام اے عبدِقدوس وولی — السلام اے خواجہ تھانیسری
السلام اے شاہ نظام وبوسعید — صادق وداؤد شہ مردِ رشید
السلام اے بوالمعالی پیشوا — السلام اے بھیک میراں رہنما
السلام اے شاہ عنایت ذوالکرام — السلام اے شاہ کریم وشاہ غلام
السلام اے شاہ میرالاولیاء — السلام اے شاہ حسن نورِ خدا
السلام اے خواجہ محمد حسین — مصطفیٰ ومرتضیٰ رانور عین
السلام اے خواجہ مظہر فرید — در طریقِ صابری خلفِ رشید
السلام اے حضرت پیر اختیار علی — نور عین مصطفیٰ دلبرِ مولیٰ علی
السلام اے تاجِ دین روشن ولی — بے نواؤں بے کسوں کے ہو غنی
السلام اے شاہ بشیر احمد ولی — السلام اے ہر نبی وہر ولی
از امام صابری باشد سلام — بر تمامی خواجہ ہر صبح وشام

خانقاہ چشتیہ، فریدیہ، صابریہ، قادریہ، عالیہ
دھموارہ شریف ایک تعارف

یہ دنیا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے خالی نہیں رہے گی جب نیک لوگ اور ان کے اعمال صالحہ ختم ہو جائیں گے۔ اللہ کی وحدانیت کا پرچار کرنے والا کوئی قافلہ نہ ہوگا تو قیامت قائم ہوگی۔ اس خاکدانِ گیتی پر اللہ تعالیٰ نے مقدس ولیوں کو بھیج کر دین اسلام کی روحانی ظاہری باطنی تبلیغ و اشاعت فرمائی۔ اللہ کے انہیں نیک بندوں میں سے ایک سید بابا مخدوم بشیر احمد تاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں، جن کا آستانہ عالیہ سرزمین دھموارہ شریف میں واقع ہے۔ جو پچھلے بارہ سال سے خدمت دین اور سلسلے کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ حضور سیدی سرکار مخدوم بشیر احمد تاجی چشتی بہشتی رحمۃ اللہ کا آستانہ مبارکہ مرجع خلائق بنا ہوا ہے جو حسب ونسب کے اعتبار سے سادات ہیں، اور آپ کا روحی شجرہ خاندان چشتیہ، فریدیہ، صابریہ سے ہے۔ بالخصوص سلسلے کی تمام تعلیمات کا جو غلبہ ہے وہ سلسلۂ صابریہ کا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے مصلب فی الدین، صوفی باصفا اور مایۂ ناز مبلغ اور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے روحانی فیض سے اکتساب فیض کرتے ہوئے ہزاروں لوگ دین کی طرف مائل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اس خانقاہ کی دینی خدمات قبول فرمائے، اس خانقاہ کے تمام سجادگان اور کارکنان کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خانقاہ کے زیر اہتمام عرس صابری کا انعقاد ہر سال ۸/۹/۱۰/ جمادی الاولیٰ کو ہوتا ہے۔

منبع سرِ نبوت ہم ولایت حیدری — آفتاب چشتیہ مخدوم صابر کلیری
جو بارہ برس بھوکے رہ کر کے صابر — غریبوں کو لنگر عطا کر رہے ہیں

سید بختیار حسن چشتی صابری فریدی

(سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ صابریہ فریدیہ قادریہ عالیہ) دھموارہ، علی نگر بلاک، دربھنگہ (بہار)